سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(جمعرات26، جمعتہ المبارک27، سوموار30، منگل31۔جنوری،
جمعتہ المبارک3، سوموار6، بدھ15 ۔فروری2012)
(یوم الخمیس2، یوم الجمع3، یوم الاثنین6، یوم الثلاثہ7، یوم الجمع10، یوم الاثنین13،
یوم الاربعاء22۔ربیع الاوّل1433ھ)

پندرھویں اسمبلی : تینتیسواں، چونتیسواں اجلاس

جلد33(حصہ دوم): شمارہ جات : 6تا11

جلد34 : شمارہ: 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تینتیسواں اجلاس

جمعرات26۔جنوری2012

جلد 33:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	474
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	480
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	481
	سوالات(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ)		

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	482
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	521
	توجہ دلاؤ نوٹس	
6۔	شیخوپورہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کے قتل کی تفصیلات ------------	542
7۔	فیصل آباد میں ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی تفصیل ------------	545
	تحاریک التوائے کار	
8۔	محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا (---جاری) ------------	548
9۔	حکومت پنجاب کے ملازمین کو بروقت تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے سے پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	551
10۔	صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے بھاری قرضہ لینے اور اس پر سود ادا کرنے سے ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات کا خدشہ (---جاری) ------------	552
	سرکاری کارروائی	
11۔	مسودہ قانون (ترمیم) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے قاعدہ98(2)(بی) کے تحت تحریک ------------	554
12۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	560
	قرارداد	
13۔	سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر پابندی نہ لگانے کا مطالبہ ------------	562
	سرکاری کارروائی (---جاری)	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
14۔	مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو مصدرہ 2011 ------------	566
15۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011 ------------	573
16۔	مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ 2011 ------------	579
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ 2011 ------------	584
18۔	مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ مصدرہ 2011 ------------	587
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب مصدرہ 2011 ------------	590
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011 ------------	592
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) جبری مشقت کا نظام پنجاب مصدرہ 2011 ------------	594
22۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ 2011 ------------	597
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011 ------------	599
24۔	مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب مصدرہ 2011 ------------	602
25۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011 ------------	607
26۔	کورم کی نشاندہی ------------	615
27۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011 (---جاری) ------------	616
28۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011 ------------	627
29۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011 ------------	630

جمعتہ المبارک، 27۔جنوری 2012

جلد 33:شمارہ 7

30۔ ایجنڈا ----------- 655

31۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------- 657

32۔ نعت رسول مقبول ﷺ ----------- 658

سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)

33۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------- 659

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
34۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	698
	تحاریک التوائے کار	
35۔	پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء وطالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف -----------	724
36۔	صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ -----------	725
37۔	پھتوپورہ (گجرات) نجی سکول کی عمارت گرنے سے تین بچے جاں بحق اور متعدد زخمی -----------	726
38۔	واسا کے افسران کی ملی بھگت سے لاہور میں پانی کے جعلی کنکشن لگانے کا انکشاف -----------	728
39۔	مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا -----------	728
40۔	پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا -----------	729
41۔	گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے	

	حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان ------------	730
42۔	سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان ------------	732
43۔	محکمہ لائیوسٹاک اینڈ وائلڈ لائف کا بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے چڑیا گھروں اور پولٹری فارموں میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ ------------	733
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
44۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 ------------	736
45۔	کورم کی نشاندہی ------------	736

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سوموار، 30۔جنوری 2012

جلد 33: شمارہ 8

46۔	ایجنڈا ------------	739
47۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	741
48۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	742
	سوالات (محکمہ اوقاف)	
49۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	743
50۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	782
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا ------------	796
52۔	صوبہ میں ڈینگی اور جعلی ادویات سے ہونے والی اموات اور	

	اس پر تاحال حکومتی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ -----------	801
	توجہ دلاؤ نوٹس	
53۔	حافظ آباد، پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات -----------	826
54۔	ضلع اٹک، ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ڈاکٹر کا اغواء اور دیگر تفصیلات -----------	827
	تحاریک استحقاق	
55۔	ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ (---جاری) -----------	828
	تحاریک التوائے کار	
56۔	سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان (---جاری) -----------	830

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل،31۔جنوری2012

جلد 33: شمارہ 9

57۔	ایجنڈا -----------	836
58۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	838
59۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	839
	تعزیت	
60۔	جعلی ادویات کی وجہ سے وفات پانے والوں کے لئے فاتحہ خوانی -----------	841
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)	
61۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	841
62۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	844

جمعتہ المبارک،3۔فروری2012

جلد 33:شمارہ 10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	ایجنڈا ------------	869
64۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	871
65۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	872
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
66۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث ------------	880
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
67۔	مسودہ قانون نگہداشت معیارات و مینٹیننس تعلیم ٹیکسٹ بکس بورڈ پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوال نمبر ز3435اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	900
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
68۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر15،17مصدرہ2008 اور بل نمبر6مصدرہ2009کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	901
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
69۔	نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	902
	بحث (۔۔۔جاری)	
70۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	903

سوموار،6۔فروری2012

جلد 33:شمارہ 11

71۔ ایجنڈا ----------- 908

72۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------- 910

73۔ نعت رسول مقبولﷺ ----------- 911

پوائنٹ آف آرڈر

74۔ پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کو
بذریعہ قائد ایوان سمیٹنے کا مطالبہ ----------- 912

75۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (ایوان میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے
تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------- 937

76۔ کورم کی نشاندہی ----------- 965

77۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------- 966

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

چونتیسواں اجلاس

بدھ،15۔فروری2012

78۔ اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ----------- 968

79۔ ایجنڈا ----------- 970

80۔ ایوان کے عہدے دار ----------- 971

81۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------- 975

82۔ نعت رسول مقبولﷺ ----------- 976

83۔ چیئرمینوں کا پینل ----------- 977

84۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	977
85۔	آئین کے آرٹیکل (1)144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت کی تحریک ------------	984
	قرارداد	
86۔	آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل (1)144 کے تحت منشیات وادویات کے متعلق معاملات کو منضبط کرنا ------------	985
87۔	کورم کی نشاندہی ------------	994
88۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	995
89۔	انڈکس	

474

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) قاعدہ98(2)(بی) کے تحت تحریک

مسودہ قانون(ترمیم)پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی2011(مسودہ قانون نمبر36بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ ،شہری ترقی اینڈپبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،اس ہدایت کے ساتھ مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کہ اس پر یکم مارچ2012تک رپورٹ پیش کرے:۔

1۔ جناب یحییٰ گل نواز چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ ،شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ چیئرمین بلحاظ عہدہ

2۔رانا ثناء اللہ خان،وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور	رکن بلحاظ عہدہ
3۔رانا محمد افضل خان،ایم پی اے(پی پی۔66)	رکن
4۔مہر اشتیاق احمد،ایم پی اے(پی پی۔150)	رکن
5۔ملک غلام رضا،ایم پی اے(پی پی۔13)	رکن
6۔میاں غلام سرور،ایم پی اے(پی پی۔97)	رکن
7۔خواجہ محمد اسلام،ایم پی اے(پی پی۔72)	رکن

475

8۔ڈاکٹر محمد اختر ملک،ایم پی اے(پی پی۔202)	رکن
9۔جناب محمد محسن خان لغاری،ایم پی اے(پی پی۔245)	رکن
10۔محترمہ غزالہ سعد رفیق،ایم پی اے(ڈبلیو۔300)	رکن
11۔محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری،ایم پی اے(ڈبلیو۔342)	رکن
12۔محترمہ سیمل کامران،ایم پی اے(ڈبلیو۔362)	رکن
13۔جناب خلیل طاہر سندھو،ایم پی اے(این ایم۔367)	رکن

(بی) مسودات قانون پر دوبارہ غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ **مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 14 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہنود 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

2۔ **مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت 2011 (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2011)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیساکہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن و کنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011

(مسودہ قانون نمبر 27 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

476

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز 2011 (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر 38 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور

جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

477

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 2011)

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 2011)

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے

آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر42بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4جنوری 2012کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (خاتمہ)جبری مشقت کا نظام 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

478

9۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر43بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4جنوری 2012کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

10۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011 (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

11۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

12۔ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر 45بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ28 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

13۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011(مسودہ قانون نمبر46 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

14۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011(مسودہ قانون نمبر51 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے

آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

480

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعرات 26۔جنوری 2012

(یوم الخمیس،2۔ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہوگی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

آپ آئے تو رُت مستانی ہو گئی
بن دیکھے دنیا دیوانی ہو گئی
جب سے ہوئی آمد میرے سرکارﷺ کی
دنیا کی ہر چیز سُہانی ہو گئی
منگتوں کو وہ عزت بخشی آپﷺ نے
دیکھنے والوں کو حیرانی ہو گئی
یہ ہے درود پاک کی برکت دوستو!
دُور میرے گھر سے ویرانی ہو گئی

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر3400۔(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور نہر کے دونوں اطراف پر پودے اور پھول لگانے و دیگر سجاوٹ کی تفصیلات

*3400: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی ایچ اے لاہور نے ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک نہر کے دونوں سائیڈز پر سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران پودے اور پھول لگانے اور نہر کی سجاوٹ پر سال وار کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران پورے شہر لاہور میں پودے اور پھول لگانے پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران لاہور شہر میں کس کس جگہ فوارے، کتنی رقم سے لگائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک کے دونوں اطراف میں پھول، پودے پی ایچ اے کی نرسری سے لگائے گئے اور ان پر کوئی اخراجات نہیں آئے۔

(ب) لاہور شہر میں جہاں جہاں پودے اور پھول لگائے ان پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی کیونکہ یہ پودے پی ایچ اے کی نرسری سے لے کر لگائے گئے۔

(ج) پی ایچ اے نے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران مندرجہ ذیل فوارے لگائے۔

1۔ تعمیر فوارہ بمقام جہانگیر پارک ساندہ لاہور اور مبلغ۔/3,25,000 روپے خرچ ہوئے۔

2۔ تعمیر فوارہ بمقام گرین بیلٹ لفٹ سائیڈ نزد فیروز پور روڈ انڈرپاس کینال برج ۔/10,95,000 روپے خرچ ہوئے۔

3۔ تعمیر واٹر فال بمقام موڑ اتفاق ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور۔/14,55,000 روپے۔

4۔ تعمیر واٹر فال بمقام مبارک سنٹر نزد قذافی سٹیڈیم فیروز پر روڈ لاہور۔/12,14,224 روپے۔

5۔ تعمیر فوارہ چائنہ چوک ریس کورس روڈ لاہور۔-/3,67,325 روپے۔

6۔ تعمیر فوارہ شوکت خانم ہسپتال گول چکر جوہر ٹاؤن لاہور۔-/12,98,415 روپے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز (ج) میں کچھ فوارہ جات کا ذکر کیا گیا ہے تو میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ کیا لاہور کے علاوہ کہیں اور بھی فوارہ جات لگائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہیں تو مجھے اعتراض نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! لاہور کے علاوہ دوسرے مختلف شہروں میں بھی فوارے لگائے گئے ہیں اگر معزز ممبر پورے پنجاب کی تفصیل چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال دے دیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: چلیں، میں اپنا سوال withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر3993 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
(معزز خاتون ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سمن آباد لاہور میں سروس روڈ کو پارکنگ سٹینڈ میں تبدیل کرنے کی تفصیلات

*3993: میاں شفیع محمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمن آباد لاہور میں کار ڈیلروں نے سروس روڈ کو پارکنگ سٹینڈ میں تبدیل کر دیا ہے جس سے سمن آباد میں داخل ہونے والے تمام راستے بند ہو گئے ہیں حالانکہ یہ شورومز غیر قانونی قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی علاقوں میں مذکورہ پارکنگ سے شہریوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے جس سے ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ غیر قانونی شورومز کو بند اور تجاوزات کو ختم کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور شورومز کے لئے کوئی متبادل بندوبست کرنے کی کوئی تجویز ایل ڈی اے کے زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ سمن آباد میں کار ڈیلرز سروس روڈ پر کار پارکنگ کرتے ہیں جو کہ غیر قانونی ہے اور اس کے باقاعدگی سے چالان دفعہ35 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت مرتب کرکے سینئر جوڈیشل مجسٹریٹ کو ارسال کر دیئے جاتے ہیں تاکہ دفعہ 33، 34 اور 38 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاسکے تاہم یہ غلط ہے کہ سمن آباد کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ یہ غیر قانونی پارکنگ صرف سروس روڈ پر ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کی وجہ سے اکثر اوقات ٹریفک کی روانی میں مشکلات پیدا ہوتی ہے لیکن مین روڈ پر ایسا نہیں ہوتا لہذا سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کے خلاف زیر دفعہ35 کے تحت چالان مرتب کرکے ایل ڈی اے کے مجسٹریٹ کو قانونی کارروائی کے لئے ارسال کر دیئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت نے غیر قانونی تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے مہم پہلے سے ہی شروع کر رکھی ہے اور غیر قانونی تجاوزات کو ختم کیا جارہا ہے جہاں تک غیر قانونی شوروم کا تعلق ہے ان کی کمرشلائزیشن کے لئے حکومت نے اس سڑک کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر CMP/LDA/590-S/443-2010 مورخہ 2011-01-22 منظور کر دیا ہے۔

اس نوٹیفکیشن کے مطابق غیر قانونی شورومز سے کمرشل فیس وصول کی جائے گی اور اپنی جگہ کے اندر پارکنگ کی اجازت ہو گی اور غیر قانونی پارکنگ کی صورت میں چالان اور جرمانے کئے جائیں گے لہذا نوٹیفکیشن کے حوالے سے غیر قانونی شورومز کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں اور مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ نیز ان شورومز کے لئے متبادل جگہ کا بندوبست کرنے کی تجویز ایل ڈی اے کے زیر غور نہ ہے کیونکہ ایل ڈی اے بلڈنگ ریگولیشن کے مطابق کمرشل پراپرٹی میں آٹو موبائل شوروم کی اجازت ہے اور قانون کے مطابق پارکنگ بھی مہیا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سمن آباد میں کاروں کے جو شورومز ہیں وہاں پر کار پارکنگ کی جگہ نہیں اور شورومز والے لوگوں کے گھروں کے آگے یا پارکنگ سے ہٹ کر سڑک پر کاریں کھڑی کر دیتے ہیں تو کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے، اگر کی ہے تو آج تک کتنے چالان کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سمن آباد میں جو کار ڈیلرز سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کرتے ہیں ان کے خلاف L.D.A Act 1975 کی دفعہ 35 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں اب تک 150 چالان کر کے سینئر جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجے گئے ہیں اس حوالے سے -/125,000 روپے جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں غیر قانونی شورومز اور تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے rules and regulations کے مطابق explanation دی گئی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ مہم rules کے مطابق جاری ہے لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ فوراً ہی re-encroachment ہو جاتی ہے۔ بہت سارے پیسے خرچ کر کے بلڈوزر منگوا کر یہ تجاوزات ختم کی جاتی ہیں لیکن re-encroachment کا

rule کبھی revise نہیں ہوا۔کیا یہ حکومت اس چیز کو consider کرنے کے لئے تیار ہے اور کیا re-encroachment کے لئے حکومت کوئی قانون سازی کرنے کے لئے تیار بھی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس بارے میں کمیٹی بنی ہوئی ہے اور وہ قانون سازی تیار کر رہی ہے۔انشاءاللہ جلد ہی اس بابت قانون سازی مکمل کر لی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے re-encroachment کا سوال پچھلے سال بھی کیا تھا اور اس وقت بھی کمیٹی بنی تھی لیکن اب تک اس پر کوئی پیشرفت نظر نہیں آئی۔یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔افسران خود ہی تھڑے ٹھیکے پر دیتے ہیں اور وہ اس غیر قانونی حرکت میں ملوث ہوتے ہیں۔آپ مہربانی کر کے ان کو time limit دیں کہ وہ re-encroachment کے حوالے سے اتنے عرصے میں قانون سازی لے کر آئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی corruption ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جونہی کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کرے گی تو اس کو فوراً اسمبلی میں لے کر آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب اس House میں کوئی وزیر موصوف یقین دہانی کراتے ہیں تو اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہئے۔انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whip. If he uses the whip then he is not a king. He is a "Syce"

اس لئے گزارش یہ ہے کہ جب ایک معاملہ بار بار point out ہو رہا ہے، یہ سب کے نوٹس میں ہے اور اس پر House میں یقین دہانی کرائی جاتی ہے تو پھر اس پر عمل بھی ہونا چاہئے۔آپ اس کی within a month or a week report مانگ لیں تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے اور لوگوں میں یہ message جائے کہ یہاں پر سپیکر صاحب کے نوٹس میں جو بات لائی جاتی ہے اس پر عملدرآمد بھی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی آپ اور میری طرح اس House کے معزز ممبر ہیں لہذا ان کی بات پر ہمیں اعتماد کرنا چاہئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جونہی کمیٹی کی رپورٹ آئے گی تو ہم اس پر قانون سازی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ڈیلروں کی کار پارکنگ غیر قانونی ہے اور ان کے چالان بھی کئے جاتے ہیں۔ یہ بات تو درست ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ غیر قانونی پارکنگ صرف سروس روڈ پر ہوتی ہے، جب یہ غیر قانونی پارکنگ سروس روڈ پر ہوتی ہے تو کیا سروس روڈ بند نہیں ہوتی اور پارلیمانی سیکرٹری فرمائیں کہ کیا یہ اس سروس روڈ کو خالی کرانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا سروس روڈ کو بند ہی رکھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سمن آباد روڈ پر 143 شورومز کو قانونی نوٹس دیئے گئے جن میں سے 11 شورومز نے کمرشل کروا لئے ہیں اور اُن کے پاس کار پارکنگ کی جگہ ہے۔ 132 شورومز غیر قانونی ہیں اُن کو تین دفعہ نوٹس دے دیئے گئے ہیں اگر انہوں نے اپنی پارکنگ کو کمرشلائز نہ کیا تو اُنہیں سیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ سروس روڈ پر چلنے کی جگہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اُنہیں گاہے بگاہے سروس روڈ پر encroachment نہیں کرنے دی جاتی اور اگر کوئی encroachment کرتا ہے تو فوراً اُس کا چالان کیا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! خود پارلیمانی سیکرٹری موصوف یہ بات مان رہے ہیں کہ ان کو غیر قانونی پارکنگ کرنے پر تین دفعہ نوٹس دیئے گئے ہیں تو اس پر کیا عملدرآمد ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان کو قانونی طریقہ سے تین دفعہ نوٹس دیئے گئے ہیں اگر انہوں نے قانونی طور پر کمرشلائز نہ کرایا تو پھر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 4470 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، جناح باغ لاہور میں درخت لگانے کی تفصیلات

*4470: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سال 2009 میں جناح باغ لاہور میں کتنے نئے درخت لگائے گئے اور ان پر کل کتنی لاگت آئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

سال 2009 باغ جناح لاہور میں کل 550 مختلف اقسام کے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئیں اور ان پر کوئی لاگت نہیں آئی کیونکہ یہ درخت اور جھاڑیاں باغ جناح کی نرسریوں میں از خود تیار کئے گئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمہ نے بالکل غلط جواب دیا ہے کیونکہ باغ جناح میں کوئی نیا درخت نہیں لگایا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری موصوف کسی دن صبح کے وقت باغ جناح میں جا کر دیکھیں کہ کیا وہاں پر نئے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سوال 2009 کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو 2009 میں یہ درخت لگائے گئے تھے اگر محترمہ چاہتی ہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور وہاں پر جا کر دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ تین سال میں دنیا بدل جاتی ہے لیکن باغ جناح نہیں بدلا اور میں اپنے بھائی کے ساتھ وہاں پر جانے کے لئے تیار ہوں۔ اس سے پہلے تو اس محکمہ کے سیکرٹری سے پوچھا جائے کہ جو درخت لگائے گئے ہیں اب تک اُن کا سائز کتنا ہو گیا ہے اور جس نے غلط جواب بھیجا ہے یہ اُس کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دونوں کی کمیٹی بنا دیتے ہیں اور اگر جواب غلط ہو گا تو وہ اُن کے خلاف ایکشن لیں گے۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں محترمہ کے ساتھ بالکل جانے کو تیار ہوں اور ہم دونوں سیر بھی کریں گے اور وہاں پر یہ درخت بھی دیکھیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ناگرا صاحب میرے بڑے معزز بھائی ہیں ہم وہاں پر تین سال اکٹھے ہی بیٹھے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ خود بھی سروے کریں وہاں پر دس ہزار سے زیادہ لوگ صبح سیر کے لئے آتے ہیں اس لئے یہ سب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب! آپ وہاں پر خود جا کر چیک کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں پر مختلف قسم اور سائز کے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6481 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گلشن اقبال لاہور۔ مالیوں کی تعداد و تفصیل

*6481: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور کے گلشن اقبال پارک، علامہ اقبال ٹاؤن میں کل کتنے مالی کام کرتے ہیں نیز یہ مالی کون کون سے گریڈ میں کام کرتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور کے متذکرہ پارک میں حکومت کی طرف سے مالیوں کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع لاہور میں متذکرہ پارک کا انتظام، اس کی دیکھ بھال کس اتھارٹی کے سپرد ہے، اتھارٹی کے عہدے دار کا نام، پتا اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع لاہور کے گلشن پارک میں کل 97 مالی کام کرتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

i۔ 54 مالی مستقل بنیادوں پر کام کر رہے ہیں جن کا پے سکیل 2 ہے اور وہ تمام مراعات جو ان کے گریڈ کے مطابق ہیں لے رہے ہیں۔

ii۔ 43 مالی ڈیلی ویجز کے طور پر کام کر رہے ہیں جن کی یومیہ اجرت مبلغ۔/250 روپے ہے۔

(ب) مستقل بنیادوں پر کام کرنے والے مالیوں کو قانون کے مطابق تمام سہولیات میسر ہیں مثلاً میڈیکل، پنشن، چھٹی

(ج) یہ پارک پی ایچ اے کے زیر انتظام ہے اور محکمہ کے سربراہ ڈائریکٹر جنرل ہیں اور گلشن اقبال پارک کو ایک پراجیکٹ ڈائریکٹر جو گریڈ 18 کے ہیں وہ اس کے انچارج ہیں ان کا نام تجمل جاوید ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ڈیلی ویجز مالیوں کو -/250 روپے اُجرت دی جاتی ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ -/250 روپے اُجرت کب fix کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب یہ سوال آیا اُس وقت ڈیلی ویجز مالی کی اُجرت -/250 روپے تھی اور اس وقت -/300 روپے ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مالی ڈیلی ویجز پر کب سے کام کر رہے ہیں اور ان مالیوں کو ریگولر کرنے کی حکومت پنجاب کی کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ مالی ڈیڑھ دو سال سے ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں اور یہ مختلف اوقات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں یعنی کوئی نئے آ گئے اور کوئی چلے گئے۔ اس وقت ڈیلی ویجز پر کل 43 مالی کام کر رہے ہیں۔ ان ڈیلی ویجز مالیوں کو ریگولر کرنے کا معاملہ پنجاب حکومت کے زیر غور ہے جونہی فیصلہ ہوگا ان کو ریگولر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6810 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔ پی ایچ اے میں مالیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6810: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کے زیر انتظام کل کتنے مالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی ایچ اے کی غفلت اور عدم توجہی اور مالیوں کی لاپرواہی کی وجہ سے لاہور کی گرین بیلٹس اور پودے خراب ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف)

(1) ریگولر مالی 2264 عدد

(2) کنٹریکٹ مالی 409 عدد

(3) ڈیزورک چارج مالی 409 89 عدد

(4) ڈیلی پیڈ مالی 1561 عدد

کل مالی 4379 عدد ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے زیر نگرانی گرین بیلٹس میں سرسبز پودے اور گھاس لگی ہوئی ہے جو کہ مالیوں کی شاندار محنت اور لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ مانتے ہیں کہ مالی کی ڈیلی ویجز-/300 روپے ہے اور اگر اس کو 30 سے ضرب دیں تو 9 ہزار روپے ماہانہ بنتا ہے اور اگر ڈیلی ویجز-/400 روپے ہے تو 12 ہزار روپے ماہانہ بنتا ہے اس طرح یہ کل 63 لاکھ روپے کا خرچہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کل 4379 مالی ہیں جن میں سے 2264 ریگولر ہیں اس کا مطلب ہے کہ 2115 مالی ڈیلی ویجز پر آتے ہیں تو ان کو ریگولر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس پر پنجاب حکومت غور کر رہی ہے تو جونہی اس پر فیصلہ ہوگا پورے پنجاب میں اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس معاملہ پر کتنے عرصہ میں غور مکمل ہو جائے گا کیونکہ یہ مزدوروں کی نوکریوں کو create کرنے کا معاملہ ہے اور اس سے آپ کی اپنی نیک نامی ہوگی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! خواجہ آصف صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں جونہی کمیٹی کی سفارشات آئیں گی تو ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ 4400 مالی ان کے پاس کام کرتے ہیں۔ اگر ایک مالی دس پودے ایک سال میں لگائے یا دس پودوں کی حفاظت کرے تو لاہور میں ایک سال میں چالیس ہزار پودے لگتے ہیں تو چار سالوں میں یہ ایک لاکھ 60 ہزار پودے لگیں گے اس طرح تو میرے خیال میں چار سالوں میں پورا لاہور ہر طرف سے سرسبز نظر آنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ مالی اپنی performance ٹھیک نہیں دیتے۔ کیا یہ اس محکمہ کو بند کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ نیکی کا کام ہے اس کو برائی میں کیوں بدل رہے ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے شہر میں پارک اور گرین بیلٹس ہیں ان کے علاوہ مالی پورے لاہور کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار ہزار مالی لاہور کے لئے ناکافی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس محکمہ کو بند کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر ایک گھر میں ایک مالی رکھیں تو وہ گھر کو خوبصورت کرنے کے لئے lawn میں پچیس تیس پودے لگاتا ہے وہ ان کی آبیاری کرتا ہے اور وہ تناور درخت بن جاتے ہیں۔ وہ ہمیں آکسیجن فراہم کرتے ہیں، وہ ہمارے گھر اور محلے کی خوبصورتی کا باعث بنتے ہیں یہ ہمارے اور پنجاب حکومت کے اوپر بوجھ ہیں۔ اگر ایک مالی دس پودوں کی حفاظت ایک سال میں نہیں کر سکتا تو یہ بوجھ ہوئے۔ کیا حکومت اس بوجھ کو اتارنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے لاہور میں جو صاف اور سرسبز و شاداب ماحول نظر آ رہا ہے تو ان مالیوں کی وجہ سے ہی نظر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد: جناب سپیکر! مالیوں کو بھرتی کرنے کا criteria کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مالیوں کا پہلا یا دوسرا اسکیل ہوتا ہے پانچویں سکیل تک کوئی criteria نہیں ہوتا۔ مالیوں نے درختوں کی دیکھ بھال کرنا ہوتی ہے اور ان کا صحت مند ہونا ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7194 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ داروغہ والا میں واقع عالم ٹاؤن میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا مسئلہ

*7194: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا لاہور میں واقع عالم ٹاؤن آبادی میں واٹر سپلائی کا کوئی بندوبست نہیں جس وجہ سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ آبادی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے۔ عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے۔ ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے۔ ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ۔/11,65,700 روپے کا لگایا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھا دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں بتایا ہے کہ چار گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائن پہلے سے موجود ہے اور باقی چھ گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ تقریباً ساڑھے گیارہ لاکھ روپے لگایا گیا ہے اور فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فنڈز کب تک دستیاب ہو جائیں گے کیونکہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عالم ٹاؤن کی دس گلیاں ہیں چار میں واٹر سپلائی لگی ہوئی ہے اور چھ کا تخمینہ /11,65,700 روپے ہے۔ نئے مالی سال میں ان چھ گلیوں میں واٹر سپلائی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! شادی پورہ میں واٹر سپلائی کب سے لگی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ نیا سوال نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ 2008 میں لگی تھی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال ہے کہ یہ اس کے ٹینڈر کی کاپی دکھائیں؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7604 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع سوال شدہ دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔106 حافظ آباد۔واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*7604: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔106 (حافظ آباد) میں کس کس گاؤں / قصبہ میں واٹر سپلائی کی سکیمیں کام کر رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں بند پڑی ہیں، حکومت کب تک ان کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) حلقہ پی پی۔106 (حافظ آباد) میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی کی سکیمیں کام کر رہی ہیں۔

(1) واٹر سپلائی سکیم ونیکے تارڑ سال (07۔2006) میں مکمل ہوئی اور اس کو ٹی ایم اے حافظ آباد چلا رہا ہے۔

(2) واٹر سپلائی سکیم کولو تارڑ سال 96۔1995 میں مکمل ہوئی اور اس کو لوکل CBO چلا رہی ہے۔

(3) واٹر سپلائی سکیم کالیکی منڈی سال 1988 میں مکمل ہوئی اور اس کو ٹی ایم اے حافظ آباد چلا رہا ہے۔

(ب)مذکورہ حلقہ میں مندرجہ ذیل سکیمیں بند پڑی ہیں۔

(1) واٹر سپلائی سکیم رام کے جھٹہ۔ یہ سکیم سال 96-1995 میں مکمل ہوئی اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت لوکل C.B.O کے حوالہ کی گئی لیکن زیر زمین پانی میٹھا ہونے، لوکل C.B.O کی عدم دلچسپی اور بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سکیم 1999 میں بند ہو گئی۔

(2) واٹر سپلائی سکیم ادوکی۔ یہ سکیم سال 96-1995 میں مکمل ہوئی اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت لوکل C.B.O کے حوالہ کی گئی لیکن زیر زمین پانی میٹھا ہونے، لوکل C.B.O کی عدم دلچسپی اور بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سکیم 2000 میں بند ہو گئی۔

(3) واٹر سپلائی سکیم جلالپور بھٹیاں سال 1990 میں مکمل ہوئی اور اس سکیم کی maintenance ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں کر رہا ہے اور یہ سکیم 2007-05-26 میں بند ہو گئی۔

اگر مندرجہ بالا سکیموں کی بحالی کے لئے گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے اور گاؤں کی CBO ان سکیموں کی دیکھ بھال اور ان کو چلانے کی ذمہ داری قبول کرے تو یہ سکیمیں چلائی جا سکتی ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) کے (3) میں کہا گیا ہے کہ واٹر سپلائی سکیم جلالپور بھٹیاں سال 1990 میں مکمل ہوئی اور اس سکیم کی maintenance ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں کر رہا ہے اور یہ سکیم 2007-05-26 میں بند ہو گئی۔ اگر ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں اس کی maintenance کر رہا ہے تو پھر یہ بند کیسے ہو گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں محکمہ ہاؤسنگ کے ماتحت نہیں ہے اس لئے یہ سوال محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ نہیں بلکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے تین سکیموں کا بتایا ہے ایک سکیم 2000 میں بند ہوئی اور ایک 2007 میں بند ہوئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ سکیمیں بند ہو گئیں تو اس علاقے میں پانی کی سپلائی کا نعم البدل کیا ہے، اس کے بعد انہوں نے آخر میں کہا ہے کہ اگر حکومت فنڈ مہیا کرے گی تو یہ سکیمیں چلائی جا سکتی ہیں۔ اس کا جواب 2011 میں آیا ہے۔ یہ اب مجھے بتا دیں کہ کیا فنڈز مہیا ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے اور ان کا یہ سکیمیں کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ نے جن سکیموں کا ذکر کیا ہے تو یہ وہاں کی Users Committees چلاتی ہیں۔

جب کوئی سکیم مکمل ہوتی ہے تو Users Committee کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ وہ کمیٹی لوگوں سے بل اکٹھا کر کے اس کو چلاتی ہے اور وہاں کا زیر زمین پانی میٹھا ہے۔ یہ سکیمیں وہاں پانی میٹھا ہونے اور Users Committees کی عدم دلچسپی کی وجہ سے بند ہوئی ہیں۔ اگر دوبارہ درکار ہو گا تو اس کے لئے پھر نیا بجٹ بنے گا اور اسے دوبارہ چلا دیا جائے گا لیکن وہاں پانی میٹھا ہے اس لئے وہاں کے لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اس کا نعم البدل پوچھا تھا۔ اگر وہاں پانی میٹھا تھا تو پھر یہ سکیمیں کیوں بنائی گئی تھیں اور اتنا پیسا کیوں خرچ کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: یہ انہوں نے نہیں بنائیں پہلے بن گئی تھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! جتنی بھی واٹر سپلائی کی سکیمیں ہوتی ہیں ان کا بنیادی مسئلہ پائپ کا آتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں جب سے واٹر سپلائی سکیمیں شروع ہوئی ہیں ان میں خرابی ہے۔ کیا معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ بتائیں گے کہ جو پائپ ٹیوب ویل سے main tank کو جاتا ہے اور tank سے جو پائپ گھروں تک جاتا ہے اس پائپ کی کیا specification ہوتی ہے اور اس کی میعاد کیا ہوتی ہے یا وہ پائپ کس طرح کا ہوتا ہے کیونکہ واٹر سپلائی سکیموں کے جو پائپ ہمارے علاقے میں لگ رہے ہیں کہیں پلاسٹک کے پائپ ہیں اور کہیں لوہے کے لگ رہے ہیں اس میں پائپ کی کوئی specification نہیں ہے، کیا اس حوالے سے کوئی monitoring mechanism ہے جس کے تحت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ monitoring کر سکے، جو لوگ غلط کام کر رہے ہوں ان کو سزا دی جا سکے اور عوام کو بہتر services مہیا کی جا سکیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پائپ لائن انجینئرز کے معیار کے مطابق لگائی جاتی ہے۔ اگر اس کی specification پوچھنی ہے تو یہ نیا سوال کریں اس بارے میں پوری معلومات فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا تھا کہ پائپ لائن کی بیس سے پچیس سال تک life ہوتی ہے اس سے زیادہ ان کی life ہی نہیں ہے۔ یہ تیسرے جز میں کہتے

ہیں کہ واٹر سپلائی سکیم کا لیکی منڈی میں سال1988 میں مکمل ہو چکی ہیں۔اس کی تو پچیس سال کی میعاد ہی پوری ہو گئی ہے یہ ان لائنوں کو کب تبدیل کریں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مختلف اقسام کے پائپ لگائے جاتے ہیں کسی کی میعاد پچیس سال ہے اور کسی کی چالیس سال ہے۔ یہ دوبارہ چیک کیا جا سکتا ہے۔اس کو ٹی ایم اے چلا رہی ہے جب اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس کو تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: میں On her behalf لینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے دو سوال کر چکی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک ہی سوال کیا ہے بے شک آپ ریکارڈ سے چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: میں نے بھی ایک ہی کا کہا ہے لیکن رپورٹ دو سوالوں کی آرہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک سوال ہی کیا ہے۔ سوال نمبر 8014 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا-میانی شہر میں واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلوں کی خرابی کی تفصیلات

*8014: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں واٹر سپلائی کے لئے جو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے وہ کافی عرصہ سے خراب ہیں ؟

(ب) یہ ٹیوب ویل کب سے خراب ہیں اور ان کو ٹھیک نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ج) کیا حکومت اس شہر کے لئے واٹر سپلائی کے مزید ٹیوب ویل جلد از جلد لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) دو عدد ٹیوب ویل نہر شاہ پور برانچ میانی شہر کے لئے 86-1985 میں فوکل پوائنٹ سسٹم کے تحت نصب کئے گئے دونوں ٹیوب ویل دوران سیلاب 1992 کی زد میں آ کر خراب ہو گئے اور یہ دونوں ٹیوب ویل ناقابل مرمت ہیں۔

(ج) زیر زمین پانی میٹھا ہے۔ چونکہ یہ شہر دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے تاہم اگر حکومت فنڈز مہیا کر دے تو میانی شہر کے لوگوں کو سرکاری طور پر پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا سکتا ہے جس کے لئے ½ 1 کیوسک کے 5 عدد ٹیوب ویل، رائزنگ مین، ڈسٹری بیوشن سسٹم اور اوور ہیڈ ریزوائز کے لئے تقریباً 3 کروڑ روپے درکار ہیں؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حکومت نے کہا ہے کہ تین کروڑ روپے کی رقم میانی شہر کو واٹر سپلائی کے لئے دی جائے گی۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقم لوگوں کو کب تک مل جائے گی تاکہ اس علاقہ کے لوگوں کو صاف پانی میسر آ سکے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ تین کروڑ روپے کب تک مل جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا زیر زمین پانی میٹھا ہے اور شہر دریائے جہلم کے کنارے پر واقع ہے۔ محترمہ کو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے اور امید ہے کہ اگلے بجٹ میں اس کو شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! اس کے بعد اگر آپ کا دوسرا سوال آ گیا تو پھر وہ cut ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8622 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-ایل ڈی اے کے ملازمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*8622: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کو اس کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس الاٹ کئے جاتے ہیں، ان کی الاٹمنٹ کا کوٹا کتنا ہوتا ہے؟

(ب) کیا افسران اور ملازمین کا کوٹا مختلف ہوتا ہے اور گریڈ کے حساب سے کس سائز کے پلاٹ ملازمین اور افسران کو الاٹ کئے جاتے ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا کوٹا کے تحت پچھلے پانچ سال میں ایل ڈی اے کے ملازمین / افسران کو کتنے پلاٹ کن کن سکیموں میں الاٹ کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کو ایل ڈی اے کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس الاٹ کئے جاتے ہیں لیکن ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ 01-12-14 کی روشنی میں جن اہلکاروں کی سروس 1998 تک دس سال بنتی ہے ان کو 1986 کی الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق ہائیکورٹ کے فیصلہ اور اتھارٹی کے اجلاس میں منظوری کے بعد مورخہ 08-2-16 کو بذریعہ قرعہ اندازی ملازمین کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے میں افسروں اور ملازمین کا کوٹا تین فیصد ہی ہوتا ہے لیکن افسران اور ملازمین کے پلاٹوں کا سائز مختلف ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	پلاٹ کا سائز
1	1تا4	3مرلہ
2	5تا10	5مرلہ
3	11تا15	7مرلہ
4	16تا17	10مرلہ
5	18سے اوپر	1کنال

(ج) مذکورہ بالا کوٹا کے تحت پچھلے پانچ سالوں میں ایل ڈی اے افسران اور ملازمین کو مورخہ 08-02-16 کو بذریعہ قرعہ اندازی بمطابق ہائیکورٹ اتھارٹی کے اجلاس میں منظوری کے

بعد ملازمین / افسران کو 279 پلاٹس کی الاٹمنٹ کی گئی جن سکیموں میں الاٹمنٹ کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

1 ایم اے جوہر ٹاؤن سکیم فیز I اور II	2۔ سبزہ زار سکیم فیز I اور II
3۔ جوبلی ٹاؤن	4۔ مصطفیٰ ٹاؤن
5۔ موہلنوال سکیم	6۔ گجر پورہ سکیم
7 قائد اعظم ٹاؤن	

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمہ نے جواب کافی تفصیل سے دیا ہے جو ٹھیک بھی ہے لیکن میں صرف ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ پلاٹوں کی قیمت جس طرح عام لوگوں سے وصول کی جاتی ہے کیا ایل ڈی اے کے ملازمین سے بھی اسی طرح ہی وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ ایل ڈی اے کے ملازمین سے عام لوگوں کی طرح پلاٹ کی قیمت وصول کی جاتی ہے یا انہیں کوئی رعایت ملتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1986 میں ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق جن ملازمین کی دس سال سروس پوری ہو جاتی ہے اُن کو قرعہ اندازی کے مطابق پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا بلکہ جواب پڑھنے کے بعد میں نے agree بھی کیا ہے کہ بہت تفصیل کے ساتھ جواب آیا ہوا ہے۔ میں اپنی information کے لئے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ عام لوگوں سے جس طرح ایل ڈی اے کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بعد قیمت وصول کی جاتی ہے، کیا ملازمین سے بھی اسی طرح ہی وصول کی جاتی ہے یا انہیں کوئی رعایت دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان سے 96 ہزار روپے فی کنال کے حساب سے قیمت وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: عام لوگوں سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو unlimited وصول کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عام لوگوں سے زیادہ رقم وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پلاٹوں کی قیمت وہی ہوتی ہے تو پھر عام لوگوں سے زیادہ قیمت وصول کیوں کی جاتی ہے، اسی طرح ایل ڈی اے کے ملازمین کو ان کے گریڈ کے حساب سے آپ ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق قرعہ اندازی کے تحت پلاٹ دے رہے ہیں تو پھر اُن سے قیمت کم کیوں لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ خدمت کر رہے ہیں اس لئے کم وصول کرتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمہ ایل ڈی اے کوئی خدمت نہیں کر رہا۔ بہر حال مجھے بتادیں کہ ان کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ پالیسی بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1986 کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت ان سے یہ قیمت وصول کی جاتی ہے مگر یہ محترمہ یا میری مرضی سے وصول نہیں کی جاتی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! House کے floor پر بات کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے میری اور ان کی مرضی سے کام نہیں چلتا۔ پالیسی صرف الاٹمنٹ کی ہے مگر قیمت کی وصولی کی کوئی پالیسی ہے اور نہ ہی ایسا کوئی ہائیکورٹ کا آرڈر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! الاٹمنٹ کی پالیسی میں یہ چیز clear ہے اور اسی حساب سے ہی قیمت وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پالیسی پلاٹ دینے کی ہے مگر قیمت کم وصول کرنے کی نہیں ہے۔ اگر ایل ڈی اے کی ایسی کوئی پالیسی ہے تو ہمیں اُس کا نوٹیفکیشن دیا جائے جسے یہ پڑھ کر بھی سنادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ مجھے مل لیں۔ میں ان کو نوٹیفکیشن دکھادوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان سے نہیں ملوں گی۔ کبھی یہ کسی خاتون سے کہتے ہیں کہ میرے ساتھ پارک میں چلیں، کبھی یہ کہتے ہیں کہ محترمہ مجھے مل لیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر نوٹیفکیشن پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! نوٹیفکیشن House میں لاکر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر کس پالیسی کے تحت یہ ان سے کم قیمت لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ Houseمیں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ہم انہیں نوٹیفکیشن کی کاپی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کو کاپی پہنچادیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اب یہ سوال Houseکی پراپرٹی بن گیا ہے لہذا یہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر سناد یجئے گا۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On his behalfسوال نمبر 8716 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی، 10-2009 اور 11-2010 کو فراہم کیا گیا بجٹ ودیگر تفصیلات

*8716: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ وہاڑی کا مالی سال 10-2009 اور 11-2010 کا کل بجٹ کتنا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا کے کتنے ملازمین اس ضلع میں تعینات ہیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے مذکورہ سالوں کے اخراجات بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن وہاڑی کا مالی سال 10۔2009 کا بجٹ ۔/192,162,000 روپے اور مالی سال 11۔2010 کا بجٹ ۔/256,372,000 روپے مختص ہوا۔

(ب) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی میں سکیل نمبر 1 سے سکیل نمبر 18 تک کے 81 ملازمین تعینات ہیں۔

(ج) مالی سال 10۔2009 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر ۔/9,139,423 روپے خرچ ہوئے اور مالی سال 11۔2010 کی تنخواہوں پر ۔/8,394,413 روپے خرچ ہوئے۔ مالی

سال10۔2009 کے دوران ٹی اے پر۔/76,929روپے اور مالی سال 11۔2010 کے دوران ٹی اے پر۔/28,665روپے خرچ ہوئے۔

(د) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی میں تین سرکاری گاڑیاں ہیں جن میں سے سوزوکی کارکلٹس IVRN-130 ایکسیئن صاحب کے استعمال میں ہے جس پر سال 10۔2009 کے دوران ۔/220,000روپے اور مالی سال11۔2010 کے دوران ۔/240,000روپے خرچ آیا۔ سوزوکی مہران کار VHR-8321 ایس ڈی او میلسی اور جونیئر ریسرچ آفیسر لیبارٹری کے زیر استعمال ہے جس پر سال 10۔2009 کے دوران۔/226,000روپے اور مالی سال 11۔2010 کے دوران۔/210,000روپے خرچ آیا۔ سوزوکی جیپ LXO-3524 ایس ڈی او، وہاڑی اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کے زیر استعمال ہے جس پر سال10۔2009 کے دوران۔/230,000روپے اور سال11۔2010 کے دوران ۔/255,000روپے خرچ آیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز(ج) میں مذکورہ عرصہ کے دوران ان ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں اخراجات کا پوچھا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وقفہ سوالات کے بعد نوٹیفکیشن پڑھیں گے؟

جناب سپیکر: نوٹیفکیشن جب آئے گا تب ہی پڑھیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! گیلری میں ان کے officials بیٹھے ہیں ان سے لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی منگواتے ہیں۔ اگر نوٹیفکیشن آ گیا ہے تو آج پڑھ دیں گے ورنہ بعد میں پڑھ دیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ ensure کر دیں کہ یہ کل پڑھ دیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کب تک نوٹیفکیشن لے کر آئیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اگلے ہفتے میں جس دن آپ کہیں گے میں پڑھ دوں گا۔

جناب سپیکر: ہم تو ابھی کہہ رہے ہیں لیکن آپ کے پاس ابھی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! کل پڑھ دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، کل منگوا کر ضرور پڑھ دینا کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔ جی، محترمہ! ضمنی سوال کریں۔ آئندہ سے جن صاحبان کا اپنا سوال نہیں ہوگا میں اُن کو کسی کے behalf پر سوال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا لہذا future میں آپ سب کو careful ہونا پڑے گا۔ آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (ج) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ مالی سال 10-2009 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر 91 لاکھ 39 ہزار 423 روپے خرچ ہوئے اور مالی سال 11-2010 کے دوران تنخواہوں پر 83 لاکھ 94 ہزار 413 روپے خرچ ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اگلے سال 11-2010 میں 8 لاکھ روپے تنخواہوں کی مد میں کم خرچ ہوئے۔ میں سوال یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا 11-2010 میں ملازمین کی تعداد کم کر دی گئی تھی یا تنخواہیں کم کی گئی تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ fresh question کیسے بنتا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ fresh question نہیں بنتا بلکہ وہ اسی کے حوالے سے پوچھ رہی ہیں کہ 10-2009 میں فلاں رقم خرچ ہوئی مگر اگلے سال میں کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اصل میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ کے 81 ملازمین ہیں جن میں سے ریگولر 21 اور کنٹریکٹ پر 60 ہیں۔ کنٹریکٹ والے کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتے ہیں جس بناء پر اس میں difference ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس میں 8 لاکھ روپے کی رقم کا خرچ لکھا گیا ہے۔ کنٹریکٹ والے تو آٹھ دس ملازمین ہوتے ہوں گے مگر کیا 8 لاکھ روپے کنٹریکٹ والوں کو ادا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ پہلے زیادہ ملازمین کی ضرورت ہو اور بعد میں کم ضرورت پیش آ گئی ہو۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! زیادہ ضرورت ہی پیش ہوتی ہے کم تو کبھی پیش نہیں آتی۔

جناب سپیکر: کم بھی ہو سکتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر جواب کے جز(د) میں سرکاری گاڑیوں کے اخراجات سے متعلق بتایا گیا ہے کہ کلٹس گاڑی کے دولاکھ چھبیس ہزار اور دولاکھ دس ہزار روپے۔ دولاکھ تیس ہزار اور دولاکھ پچپن ہزار روپے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ صرف گاڑیوں کی maintenance کے اخراجات ہیں یا اس میں پٹرول کے پیسے بھی شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! دولاکھ بیس ہزار روپے اور دولاکھ چالیس ہزار روپے پٹرول اور maintenance دونوں چیزوں کے لئے ہیں۔

چودھری محمد شفیق: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کبھی بھی expenditure کی مد میں کسی گاڑی کے پٹرول کے expenditure نہیں آتے بلکہ پٹرول اور maintenance کی مد بالکل علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ اسے یہ واضح کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے دونوں کو mix کر دیا ہے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ کبھی mix نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں اخراجات پوچھے ہیں کہ پورے سال میں کتنے اخراجات آئے ہیں؟

جناب سپیکر: سوال ایسے ہی تھا۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: On his behalf Sir سوال کا نمبر 8744 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضٰی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ، سیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*8744: **سید حسن مرتضٰی:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع چنیوٹ میں 09-2008 سے اب تک کتنی رقم سیوریج کی سہولیات کی فراہمی پر خرچ ہوئی؟

(ب) ان منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تعمیر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 09-2008 سے اب تک 5.000 ملین روپے سیوریج کی سہولیات کی فراہمی پر خرچ کئے۔

(ب) مندرجہ ذیل منصوبے مکمل کئے گئے ہیں:۔

(i) مہیا کرنا سیوریج محلہ پیر حافظ آباد دیوان جھنگ روڈ تحصیل و ضلع چنیوٹ تخمینہ لاگت 2.000 ملین روپے

(ii) مہیا کرنا ڈسپوزل ورکس کوٹ محمد یار تحصیل و ضلع چنیوٹ تخمینہ لاگت 3.000 ملین روپے۔

(ج) مندرجہ بالا دونوں منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور چل رہے ہیں اور کوئی منصوبہ زیر تعمیر نہ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس سوال کے آخر میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ دو سکیمیں پانچ ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہو گئی ہیں اور ابھی تک سیوریج کا کوئی اور منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ کیا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ چنیوٹ میں تمام سیوریج سسٹم مکمل ہو گیا ہے اور وہاں باقی area پر مزید کوئی منصوبہ زیر غور کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سوال دوبارہ کریں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! اپنا سوال دہرا دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ پانچ ملین روپے جو پچاس لاکھ روپے بنتے ہیں، کی لاگت سے دو سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور درج بالا دونوں منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور چل رہے ہیں جبکہ مزید کوئی منصوبہ زیر تعمیر اور زیر غور نہ ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا چنیوٹ میں سیوریج سسٹم بالکل ٹھیک ہے اور کیا وہاں پر مزید منصوبوں کی ضرورت نہیں ہے اور موجودہ 2011-12 کے بجٹ میں آپ نے وہاں کے لئے کوئی سکیم کیوں نہیں رکھی؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ میں مزید منصوبے زیر غور ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مورخہ 26-05-2011 کو چنیوٹ کا دورہ کیا اور مندرجہ ذیل سکیموں کی منظوری دی۔ کمپری ہنسیو سیوریج ڈرین سکیم برائے لولائنگ ایریا ہمراہ چنیوٹ ریلوے لائن 71.350 ملین روپے، کمپری ہنسیو سیوریج ڈرین سکیم لالیاں 36.364 ملین روپے، extension سیوریج ڈرین سکیم بھوانہ 52.754 ملین روپے، کنسٹرکشن آف سیوریج ڈرین اور سیوریج لائن تحصیل چوک تا سیم نالہ ہمراہ چنیوٹ فیصل آباد روڈ، مندرجہ بالا سکیموں کے سروے کر کے تخمینہ جات تیار کئے جا رہے ہیں جو کہ منظوری کے لئے متعلقہ اتھارٹی کو بھیجے جائیں گے اور ان منصوبہ جات پر مالی سال 2011-12 کے دوران عملدرآمد کیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فنڈز کس مد سے دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ ان سے پوچھیں کیونکہ یہ اس کے بارے میں بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اس کے فنڈز دیئے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کچھ Blocked Allocations ہوتی ہیں تو میرے خیال میں یہ اس میں سے دیئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 8764 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ایل ڈی اے ایونیو ہاؤسنگ سکیم کے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*8764: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو ہاؤسنگ سکیم کب شروع ہوئی اور اس کے ترقیاتی کام کتنے عرصے میں مکمل ہونے تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ الاٹیوں نے پلاٹ کی قیمت اور ترقیاتی اخراجات سمیت تمام واجبات ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انڈر گراؤنڈ بجلی اور کارپیٹڈ سڑکیں بنانے کے لئے ترقیات اخراجات طے شدہ اخراجات سے زیادہ وصول کئے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ کام Below Standard کرائے جا رہے ہیں اور بجلی انڈر گراؤنڈ ہونے کی بجائے پول نصب کئے جا رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت تمام حقائق جاننے کے لئے ایک آزادانہ انکوائری کمیٹی تشکیل دینے اور مذکورہ بالا بے قاعدگیوں کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو۔ا ہاؤسنگ سکیم کی تشہیری مہم کا آغاز 2003 میں کیا گیا جبکہ ترقیاتی کام کا آغاز اکتوبر 2004 میں ہوا اور اس کے ترقیاتی کام اکتوبر 2006 میں مکمل ہونے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ الاٹیز سے پلاٹ کی قیمت آسان اقساط میں وصول کرنا تھی۔ جن الاٹیز کے الاٹ شدہ پلاٹ Litigation Free Area میں آئے، ان سے پلاٹ کی قیمت وصول کر لی گئی۔ البتہ ان الاٹیز سے کل قیمت طلب نہ کی گئی جن کے الاٹ شدہ پلاٹ Litigation Area میں آتے ہیں۔

(ج) انڈر گراؤنڈ بجلی کا کام سکیم کے پلان میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ بجلی اور کارپیٹڈ سڑکوں کی مد میں زیادہ اخراجات نہیں لئے گئے۔

(د) ایل ڈی اے ایونیو۔ا ہاؤسنگ سکیم میں بجلی کی سپلائی کا کام ڈیزائن کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے ادارے واپڈا (لیسکو) سے کرایا جا رہا ہے اور منظور شدہ پلان کے مطابق کھمبوں کی تنصیب جاری ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے ایونیو۔ا ہاؤسنگ سکیم کے ترقیاتی کاموں میں تمام مالی اور انتظامی قوانین و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے عملدرآمد کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب ہے کہ "سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو۔ا ہاؤسنگ سکیم کی تشہیری مہم کا آغاز 2003 میں کیا گیا جبکہ ترقیاتی کام کا آغاز اکتوبر 2004 میں ہوا اور اس کے ترقیاتی کام اکتوبر 2006 میں مکمل ہونے تھے"۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2012 تک یہ کام مکمل کیوں نہیں ہوئے اور مجھے اس وقت یہ current status بتادیں کہ اب کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے ایونیو۔ا سکیم 12 بلاک پر مشتمل ہے جبکہ اس میں 10 ہزار کے قریب پلاٹ ہیں اور یہاں پر جو areas clear ہیں جن پر litigation نہیں ہے، ان پر کام 98 فیصد مکمل ہو گیا ہے

اور کچھ ایسے علاقے ہیں جن کے case مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں،ان کی وجہ سے وہاں پر کام رُکا ہوا ہے اس لئے تاخیر ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خود سمجھدار ہیں کہ عدالتوں میں case سے متعلق یہ کیسے یقین دہانی کرا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عدالت نے اس کا فیصلہ کرنا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! عدالت میں کتنے Litigation cases ہیں اور ان کی کیا progress ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 66 case civil courts اور 34 cases ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جز (د) میں جواب ہے کہ "ایل ڈی اے ایونیو۔I ہاؤسنگ سکیم میں بجلی کی سپلائی کا کام ڈیزائن کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے واپڈا الیکو سے کرایا جا رہا ہے۔" کیا اس کے لئے competition کیا گیا تھا یا انہیں پلیٹ میں رکھ کر ٹھیکہ دے دیا گیا ہے کیونکہ سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے ادارے کی حالت کا سب کو پتا ہے کہ انہوں نے بجلی کی تقسیم اور چوری میں کیا کردار ادا کیا ہے، کیا competition ہوا تھا یا نہیں اور اگر ہوا تھا تو کون کون سی فرمیں تھیں اور اس کے لئے کیا procedure اختیار کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! واپڈا نے جو کام کرنا ہوتا ہے وہ ڈیمانڈ نوٹس دے کر کرایا جاتا ہے اس لئے اس کا مقابلہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ واپڈا کے ذمہ کام کے لئے لیسکو کو direct کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ مستند ادارہ ہے اور انہوں نے ہی اس کو دینا تھا۔ واپڈا کو جو رقم دی گئی ہے اس کے مطابق انہوں نے کام کرنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لیسکو کا کام کالونیوں کے اندر لائنوں کا lay کرنا نہیں ہوتا بلکہ ان کا کام صرف اور صرف بجلی کا کنکشن دینا ہوتا ہے باقی سارا کام competition پر ہوتا ہے جو کہ tendering کے ذریعے ہوتا ہے۔ کیا یہ competition کرایا گیا یا لیسکو کو ویسے ہی پلیٹ میں رکھ کر یہ ذمہ داری دے دی گئی ہے کیونکہ ان کا کام کالونیوں کے اندر لائن lay کرنا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس میں پابندی ہے اور واپڈا سے پورا کام کرایا جاتا ہے کیونکہ پرائیویٹ کمپنیاں بجلی فراہم نہیں کر سکتیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے بجلی کی فراہمی کا نہیں پوچھا بلکہ میں نے لائن lay out اور وہاں بجلی کے net work laid down سے متعلق پوچھا ہے۔ یہ تو مجھے اور پوری دنیا کو پتا ہے کہ بجلی کا ایک ہی ادارہ ہے جس نے پاکستان کے اندر بجلی کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے اور اس کا پوری دنیا کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب یہ کالونی تشکیل دی تو اس کا ڈیزائن ایل ڈی اے نے تیار کیا ہے جس کے مطابق واپڈا کو فائل جمع کرائی گئی اور اس کے مطابق انہوں نے ڈیمانڈ نوٹس دیا جسے جمع کرایا تو لیسکو کمپنی نے اس کا کام کیا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر انہیں اس کا نہیں پتا تو یہ پتا کر کے اس کا کل یا پرسوں تک جواب دے دیں کیونکہ یہ بڑی seriousچیز ہے۔

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! ایک دو دن کے اندر اندر جواب لے کر ایوان کو بتایا جائے۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 9176 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رائیونڈ لاہور کی آبادیوں کے ٹیوب ویلز کو ٹھیک کرانے کا معاملہ

*9176: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رائیونڈ لاہور کی آبادی اسلام آباد اور جناح کالونی میں ٹیوب ویلز کی موٹریں جل گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمر چور اتار کر لے گئے ہیں؟

(ج) کیا واسا کی انتظامیہ مذکورہ مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ بات درست ہے کہ رائیونڈ آبادی محلہ اسلام آباد کے ٹیوب ویل کی موٹر چوری ہو گئی تھی جس کی رپورٹ محکمہ پولیس کو کر دی گئی تھی۔ بعد ازاں محکمہ کی جانب سے موٹر نصب کروا دی گئی اور واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جناح کالونی کے ٹیوب ویل کا بور بھی خراب ہو گیا تھا ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن نے نیا ٹیوب ویل مع موٹر لگا دیا اور واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ محلہ اسلام آباد کے ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر چوری ہوا تھا جس کی رپورٹ محکمہ پولیس کو کر دی گئی تھی جو کہ دوبارہ لگوا دیا گیا ہے اور پانی کی سپلائی جاری ہے۔

(ج) واسا صرف بڑے شہروں میں انتظامی امور چلا رہی ہے ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مشترکہ کوشش سے واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔ان منصوبہ جات سے محکمہ واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!اس کے جز(ب)میں کہا گیا ہے کہ ٹرانسفارمر چور اتار کر لے گئے۔میں اپنے[***] پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ---

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں موصوف کہہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: اچھا موصوف کہہ رہی ہیں،میں سمجھا کہ آپ معصوم کہہ رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو ٹرانسفارمر چوری ہوئے ہیں تو کیا ان کی کوئی ایف آئی آر درج ہوئی یا نہیں اگر ہوئی ہے تو اس کا کوئی نمبر تو ہوگا؟

جناب سپیکر: جی،ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ،شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!اس کی ایف آئی آر نمبر 489/2008 مورخہ 12-04-2008 کو تھانہ رائیونڈ میں درج ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں نے سن لی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس ایف آئی آر کا نمبر آیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: وہ اُن کے پاس ہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے،کیا وہ بھول گیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جی ہاں!یہ ٹرانسفارمر جو چوری ہوئے تھے وہ برآمد کر کے لگائے گئے ہیں یا دوسرے لگوائے گئے ہیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب ٹرانسفارمر چوری ہو گیا تو اس کے بعد ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن نے دوبارہ ٹرانسفارمر لگوایا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے جو ٹرانسفارمر اتارے وہی لگا دیئے۔ انہوں نے صرف وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ الزام ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں جناب! یہ سچ ہے۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! واپڈا کا ٹرانسفارمر اتارنا وفاقی حکومت کا کام ہے [*****]

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ٹرانسفارمر کا چوری ہونا، ٹرانسفارمر کا جلنا یہ خاص طور پر rural areas میں بہت بڑا مسئلہ ہے۔ وہاں پر جب ٹرانسفارمر چوری ہو جاتا ہے یا جل جاتا ہے تو مہینوں تک واٹر سپلائی سسٹم بند ہو جاتا ہے۔ اس کو replace کرنے کے لئے ڈی سی او کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والوں کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے اور نہ ہی ٹی ایم اے کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری فرمائیں گے کہ اس چیز کو بہتر بنانے کے لئے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی پالیسی ایجاد ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں پبلک ہیلتھ کی سکیمیں Users کمیٹی کے حوالے ہیں۔ Users کمیٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی دیکھ بھال کرے۔ اگر وہ چوری ہوتا ہے تو اس کو Users کمیٹی نے دوبارہ لگوانا ہوتا ہے۔ اگر کسی ٹاؤن کے زیر استعمال ہے اور وہ چوری ہو جائے تو پھر لگانا اُس کی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے فنڈ سے ڈیمانڈ نوٹس جمع کراتے ہیں اور سپلائی چالو کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وفاقی حکومت نے [***] بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ الفاظ نہیں سنے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا ان کی وہاں پر رہائش ہے؟

جناب سپیکر: اگر ایسے الفاظ کہے گئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جو سوال جمع کرایا جاتا ہے اس کا جواب آٹھ آٹھ، نو نو ماہ بلکہ دو دو سال کے بعد آتا ہے۔

جناب سپیکر: بے شمار سوالات ہوتے ہیں وہ اپنی اپنی باری پر آتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! تھوڑا سا ہمیں بھی اس کا خیال کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تو میرے متعلقہ بات ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ہمارے محکمے کم از کم اس چیز کو تو make sure کریں کہ جب کوئی ممبر اسمبلی سوال جمع کراتا ہے تو اس سوال کی باری آنے سے پہلے جواب آ جائے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ ایک سوال جمع کرایا جائے اور اس کی باری اتنے عرصے بعد آئے۔ جب سوال کا جواب دو سال یا آٹھ ماہ کے بعد آئے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اس طرح balance نہیں رہتا اور سوال کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر:اس کے لئے ہم نے ٹائم fix کیا ہوا ہے کہ اتنے دنوں میں محکمے کو جواب دینا ہو گا۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! یہ سوال دیکھیں اور اس کا جواب دیکھیں۔ سوال گندم اور جواب چنا۔ آپ اس سوال کو خود پڑھ لیں اور مجھے اجازت دیں تاکہ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اس کی وضاحت کراؤں۔

جناب سپیکر:آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال کیا گیا ہے کہ کیا موٹریں جل گئی ہیں؟ جواب دیا گیا ہے کہ موٹریں چوری ہو گئی ہیں۔ یہ آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ محکمے نے کتنا غلط جواب دیا ہے کیا اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر:جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے صاحبہ نے سوال کیا ہے کہ موٹریں جل گئی ہیں؟ محکمے نے صحیح جواب دیا ہے کہ موٹریں جلی نہیں تھیں بلکہ چوری ہوئی تھیں۔ ان کی ایف آئی آر درج کرائی گئی اور ان کو دوبارہ لگا کر واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! موٹریں جل گئی ہیں کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال رانا آصف محمود کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا:جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ دیبا مرزا:جناب سپیکر! سوال نمبر 9179 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ کے سیوریج سسٹم کی ابتر صورتحال

*9179:رانا آصف محمود:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ) کی کون کون سی آبادی کا سیوریج سسٹم کام کر رہا ہے؟

(ب) اس وقت کون کون سی آبادی میں سیوریج سسٹم بند پڑا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس قصبہ کے سیوریج سسٹم کو درست کروانے یا از سر نو ڈلوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) کوٹلی لوہاراں ٹاؤن میں کوئی بھی سیوریج سسٹم اس وقت کام نہیں کر رہا ہے۔

(ب) کوٹلی لوہاراں مشرقی محلہ چوڑ والی اور قلعہ والا تالاب میں سیوریج سسٹم لگا ہوا ہے جو کہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور بند پڑا ہے۔

(ج) اگر گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے تو محکمہ ہذا اس قصبہ میں جامع منصوبہ بندی کر کے سیوریج سسٹم مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب ہے کہ کوٹلی لوہاراں ٹاؤن میں کوئی بھی سیوریج سسٹم اس وقت کام نہیں کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ضلع سیالکوٹ میں ٹاؤن تو نہیں ہے تحصیلیں ہیں۔ ٹی ایم اے سیالکوٹ میں کوٹلی لوہاراں واقع ہے۔ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ اس وقت کون کون سی آبادی میں سیوریج سسٹم بند پڑا ہے؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ کوٹلی لوہاراں مشرقی محلہ چوڑ والی اور قلعہ والا تالاب میں سیوریج سسٹم لگا ہوا ہے جو کہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور بند پڑا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سیوریج سسٹم کب لگایا گیا تھا اور اس کی مدت کتنی تھی جو پوری ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! کوٹلی لوہاراں میں سیوریج سسٹم 87-1986 میں لگایا گیا تھا اور اس کو ٹاؤن کمیٹی کوٹلی

لوہاراں maintain کرتی تھی۔ سیوریج سسٹم 96-1995 تک کام کرتا رہا ہے کیونکہ ٹاؤن کمیٹی کوٹلی لوہاراں اس کو مناسب طریقہ سے دیکھ بھال نہ کر سکی ہے جس وجہ سے سیوریج سسٹم بند ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے، محکمہ کچھ کرے گا یا اسی طرح رہنے دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس پر تخمینہ جات لگا رہے ہیں جونہی پنجاب گورنمنٹ فنڈز دے گی اس کو بحال کر دیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سوال کا حصہ تصور کیا جائے کہ ٹی ایم اے سیالکوٹ کے پاس کروڑوں روپے کا وافر فنڈ موجود ہے جس پر MTAs سکیمیں لے رہی ہے تو ٹی ایم اے اس کو کیوں take up نہیں کرتی ہے، اتنی بڑی آبادی ہے جو تقریباً آٹھ ہزار کے قریب ہے ان کو سیوریج سسٹم مہیا کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: یہ ٹی ایم اے کا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ تو لوکل گورنمنٹ کا سوال ہے ہم سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے تو محکمہ ہذا قصبہ میں جامع منصوبہ بندی کر کے سیوریج سسٹم مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کس گورنمنٹ کی بات کر رہی ہے، کیا یہ پنجاب گورنمنٹ کا حصہ نہیں ہے اور جب ان کے علم میں یہ بات ہے کہ سیوریج سسٹم خراب ہے تو انہوں نے سروے کر کے فنڈز گورنمنٹ سے کیوں demand نہیں کئے؟

جناب سپیکر: جی، پنجاب گورنمنٹ کے بے شمار محکمے ہیں وہ اب یہ کیسے آپ کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کے تخمینہ جات لگائے جا رہے ہیں جو نہی فنڈز دستیاب ہوں گے اس پر کام شروع کر دیں گے۔

چوہدری محمد شفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چوہدری شفیق صاحب!

چوہدری محمد شفیق: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ یہ سیوریج سسٹم بند پڑا ہے اگر فنڈز مہیا کئے جائیں تو چلا سکتے ہیں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو سیوریج سسٹم بند ہوا ہے تو کیا اس کے پائپ damage ہو گئے ہیں یا چوک ہو گئے ہیں اور کس وجہ سے وہ سیوریج سسٹم بند ہوا ہے کیا اس کی صفائی کا بندوبست نہیں تھا کیا کوئی طریقہ ہے جس سے اس کو چلایا جا سکے تاکہ اس پر اور پیسے خرچ نہ کئے جا سکیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ سیوریج سسٹم out date ہو چکے ہیں۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سیوریج سسٹم 96-1995 تک کام کرتا رہا ہے چونکہ ٹاؤن کمیٹی اس کی مناسب طریقہ سے دیکھ بھال نہ کر سکی ہے جس کی وجہ سے Disposal Station اور سیوریج سسٹم چوک کر چکا ہے اس لئے یہ بند پڑا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس اتنے فنڈز بھی نہیں ہوتے کہ اس کو چلا سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سارا نیا منصوبہ بنا ہے اس میں جو نہی فنڈز دستیاب ہوں گے اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صدیق اکبر سٹریٹ نمبر6داروغہ والا لاہور میں پانی کے پائپوں کی تبدیلی کی تفصیلات

*3229: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صدیق اکبر سٹریٹ نمبر6حاجی پارک داروغہ والا لاہور میں پانی کے پائپ کب ڈالے گئے تھے؟

(ب) اس وقت ان پائپوں کی حالت کیا ہے؟

(ج) اگر اس گلی میں پانی کے پائپ خراب حالت میں ہیں تو کیا حکومت ان پائپوں کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صدیق اکبر سٹریٹ نمبر6حاجی پارک داروغہ والا لاہور میں پانی کی4انچ اے۔سی پائپ لائن سال2008میں نئی ڈالی گئی۔

(ب) پانی کی یہ پائپ لائن بہترین حالت میں کام کر رہی ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

سنگھ پورہ لاہور تا براستہ بھوگی وال بند روڈ میں سیوریج پائپ بچھانے کی تفصیلات

*4466: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگی وال بند روڈ سال2009میں بچھائے جانے والے سیوریج پائپ پر کل کتنی لاگت آئی، سیوریج پائپ بچھانے کی منظوری کس اتھارٹی نے دی نیز اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کا کتنا عرصہ لگا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سال2009کے دوران جی ٹی روڈ سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگی وال بند روڈ لاہور تک سیوریج سسٹم کی بچھائی پر کل176.00ملین روپے لاگت آئی۔ یہ سیوریج لائن جس منصوبہ

کے تحت بچھائی گئی اس میں ویت مین روڈ(Wheetman Road)، جمیل آباد، منور سلطانہ روڈ، درس بڑے میاں روڈ میں سیوریج بچھائی اور بھوگی وال ڈسپوزل سٹیشن کی تعمیر کا کام بھی شامل تھا اور اس منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت 240.00 ملین روپے تھی۔ جس کے تحت کل 20135 فٹ 9 انچ تا 72 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھائے گئے۔ اس منصوبہ کی منظوری پنجاب ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی(PDWP) پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے دی۔ یہ منصوبہ 2 سال 3 ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

لاہور۔گلشن اقبال پارک کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*6868: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلشن اقبال پارک (علامہ اقبال ٹاؤن) لاہور میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں ان کی عہدہ وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گلشن اقبال پارک میں موجود پلاٹوں کے مختلف حصوں سے گھاس اکھڑ کر ضائع ہو گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں لیٹرینوں کی تعداد کم ہے اور موجود لیٹرینوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جہاں اکثر پانی نہ ہونے کی وجہ سے تفریح کے لئے آنے والے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا رہتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلشن اقبال پارک میں کچے ٹریک پر کئی کئی دن تک پانی کا چھڑکاؤ نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے واک کرتے ہوئے لوگوں کو صحت کی بجائے مٹی دھول ملتی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلشن اقبال پارک میں جہاں جہاں سے گھاس اکھڑا ہوا ہے وہاں گھاس لگانے، نئی لیٹرینیں بنانے، موجودہ لیٹرینوں کو بہتر بنانے اور کچے ٹریک کو صحیح طور پر maintain کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گلشن اقبال پارک میں مجموعی طور پر تعداد163 ملازمین ہیں جن کی عہدہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پارک کی Lush green environment اس بابت نفی کرتی ہے۔ بعض اوقات کوالٹی کے پیش نظر سرکنڈا وغیرہ خودرو جو اگ پڑتا ہے اُس کو نکال کر اُس کی جگہ صاف گھاس بو دیا جاتا ہے جس کو جڑ پکڑنے میں کچھ وقت لگتا ہے ایسی (شاذونادر) جگہوں کو خالی سمجھ لیا گیا ہے۔

(ج) پارک کے تین کونوں میں خواتین حضرات کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ تین تین سیٹ لیٹرینوں کے موجود ہیں کسی نے اس بابت کوئی اشارہ نہیں کیا کہ یہ تعداد کم ہے اور کوئی اعتراض بھی نہیں اٹھایا گیا۔ خاکروب پارک کے کھلا رہنے تک ہمہ وقت تمام لیٹرینوں پر تعینات رہتے ہیں اور صفائی کے خاطر خواہ انتظام کو یقینی بناتے ہیں پانی کی ٹینکی ہر سیٹ پر موجود ہے۔ لہذا پانی کی کمی محسوس نہیں کی جا سکتی۔

(د) اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جوگنگ ٹریک کو مناسب مقدار پانی سے وقفہ وقفہ سے چھڑکاؤ کیا جائے یہ عمل اس وقت کیا جاتا ہے جب پبلک کا اس پر رش کا رجحان نہ ہو۔ ایسے عمل سے مٹی دھول اُڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) جیسا کہ ہر سوال کے انفرادی جواب میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ گلشن اقبال پارک کا کوئی حصہ ایسا نہیں نظر آتا جہاں گھاس لگانا اور اس کی نشوونما کو یقینی نہ بنایا جائے جہاں تک لیٹرینوں میں اضافہ کرنے کا سوال ہے تو اس بابت کوئی urgency اب تک محسوس نہیں کی گئی اور پبلک agitation بھی کوئی ظاہر نہیں ہوا لیٹرینوں میں کوالٹی صفائی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے کوئی بدبو یا تعفن پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جوگنگ ٹریک بھی عملی طور پر ٹھیک رکھنے کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے ایسے مناسب انتظامات کے پیش نظر سوالات مذکورہ کے منفی اشاروں کو رد کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ کی حدود میں چلنے والی سیوریج سکیموں کی تفصیلات

*8745: **سید حسن مرتضیٰ**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع چنیوٹ کی حدود میں کس کس گاؤں و چک میں کتنی سیوریج سکیمیں کام کر رہی ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں؟

(ب) جو سکیمیں بند پڑی ہیں وہ کس وجہ سے بند ہیں؟

(ج) کتنی سکیمیں شروع سے چلی ہی نہیں ہیں۔اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر نگرانی ضلع چنیوٹ کی حدود میں صرف ایک سیوریج سکیم موضع کوٹ محمد یار میں بنائی گئی ہے جو کہ چل رہی ہے۔

(ب) کوئی سکیم بند نہیں پڑی ہے۔

(ج) ایسی کوئی سکیم نہیں ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ میں الاٹ شدہ پلاٹس کے تبادلہ جات کی تفصیلات

*9378: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہاؤسنگ سوسائٹی لاز کے تحت پہلے سے الاٹ شدہ پلاٹس کے آپس میں تبادلہ کے لئے دونوں الاٹیز کی تحریری رضامندی درکار ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ہاؤسنگ سوسائٹی کی انتظامیہ الاٹ شدہ پلاٹ کا تبادلہ کسی بھی گراؤنڈ یا دیگر مختص شدہ رقبہ سے کرے تو الاٹی کی تحریری رضامندی ضروری ہے؟

(ج) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے جن پلاٹس کے آپس میں تبادلے کئے گئے ہیں ان پلاٹس کے نمبر اور الاٹیز کے نام نیز الاٹیز کی طرف سے تحریری رضامندی کے ثبوت فراہم کریں؟

(د) اگر مذکورہ تبادلہ جات الاٹیز کی باہمی رضامندی سے نہ ہوئے ہیں تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ایک پرائیویٹ سکیم ہے جو کہ ایل ڈی اے ملازمین نے بنائی ہے۔ یہ کوآپریٹو سوسائٹی ہے اور نہ ہی یہ محکمہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہے۔ پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز رولز2010 کے تحت محکمہ ایل ڈی اے کا پلاٹوں کی خرید وفروخت اور ٹرانسفر میں کوئی عمل دخل نہ ہے بلکہ یہ پلاٹ مالکان اور سکیم مالکان کا آپس کا معاملہ ہے۔

(ب) یہ ہاؤسنگ سوسائٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ گراؤنڈ/اوپن سپیس یا دیگر مختص شدہ رقبہ برائے پبلک استعمال کسی دوسرے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتا ہے۔

(ج) چونکہ یہ ایک پرائیویٹ سکیم ہے اس لئے پلاٹوں کی خرید وفروخت کا ریکارڈ محکمہ ایل ڈی اے کے پاس نہ ہوتا ہے اس لئے سوال کا یہ جز محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) اگر تبادلہ جات الاٹیز کی باہمی رضامندی سے نہ ہوئے ہوں تو متاثرین برائے دادرسی دیوانی عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں اور محکمہ ایل ڈی اے پلاٹوں کی خرید وفروخت میں مداخلت کا حق نہ رکھتا ہے۔

مغلپورہ اوور ہیڈ برج کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*9405: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مغلپورہ اوور ہیڈ برج لاہور کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا اس کے ٹینڈرز میں کن پارٹیوں نے حصہ لیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس ٹھیکے میں مذکورہ کمپنی کو سریے کی مد میں ایڈوانس ادائیگی میں کتنی رقم ادا کی، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سریے کی مد میں ایڈوانس ادائیگی اس وقت کی گئی جب اس کوارٹر میں سریے کی فی ٹن قیمت maximum تھی؟

(د) ایڈوانس ادائیگی کے وقت،اس سے پہلے اور بعد کے کوارٹر میں سریے کی فی ٹن قیمت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) مذکورہ پراجیکٹ میں کتنا سریا استعمال ہوا اس کی مقدار اور پرائس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مغلپورہ اوور ہیڈ برج لاہور کا ٹھیکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی منظوری پر F.W.O کو دیا گیا تھا اس لئے اس میں کسی اور پارٹی نے حصہ نہ لیا۔ منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت 3340 ملین روپے تھی۔

(ب) اس ٹھیکے میں مذکورہ کمپنی کو سریے کی مد میں ایڈوانس کے طور پر 10 کروڑ 63 لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے سریے کی مد میں ایڈوانس رقم گورنمنٹ آف پنجاب کی مقرر کردہ رقم کے مطابق دی گئی تھی۔

(د) ایڈوانس کی ادائیگی کے وقت تخمینہ لاگت 3rd Qtr 2008 کے مطابق بنایا گیا تھا جس میں خام سریے کی فی ٹن قیمت۔/73,000 روپے تھی۔اس طرح 2nd Qtr 2008 میں خام سریے کی قیمت۔/77,000 روپے فی ٹن جبکہ 2008 کے 4th Qtr میں خام سریے کی قیمت۔/84,000 روپے فی ٹن تھی۔

(ہ) مذکورہ پراجیکٹ میں 7098 ٹن سریا استعمال ہوا اور اس کی قیمت۔/74,15,70,648 روپے بنتی ہے۔

ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کی تفصیلات

*9406: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت پنجاب نے کس فرم کو ٹھیکہ دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت نے ٹینڈر اخبارات میں دیا؟

(ج) اس ٹینڈر میں کن کن فرموں نے حصہ لیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک مخصوص فرم کو یہ ٹینڈر مارکیٹ ریٹ سے اضافی ریٹ پر دیا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) اب تک حکومت پنجاب نے اس فرم کو کتنی ادائیگی کی اور اس فرم نے کتنا کام مکمل کیا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت پنجاب / ایل ڈی اے نے میسرز ایف ڈبلیو او کو ٹھیکہ دیا۔

(ب) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ سابقہ دور حکومت 2004 میں شروع ہوئی۔ اس وقت کی حکومت پنجاب / ایل ڈی اے نے اخبارات میں ٹینڈر نہیں دیئے۔

(ج) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم کی ڈویلپمنٹ کے لئے اس وقت 2004 کے وزیر اعلیٰ پنجاب سے سمری کی منظوری کے بعد سنگل ٹینڈر میسرز ایف ڈبلیو او کو دیا گیا۔

(د،ہ) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام اس وقت کی حکومت پنجاب / ایل ڈی اے نے تخمینہ لاگت سے 49.49 فیصد زائد ریٹ پر میسرز ایف ڈبلیو او کو دیا، اب تک میسرز ایف ڈبلیو او کو 973 ملین روپے ادائیگی کی ہے۔ تخمینہ لاگت 2537 ملین ہے۔ سکیم کے کل رقبہ کا 62 فیصد کلیئر ہے جس پر 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے سکیم کے باقی رقبہ پر عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کے فیصلہ کی روشنی میں ڈویلپمنٹ کے کام شروع ہو سکیں گے۔

ضلع سرگودھا۔چک نمبر 43 شمالی میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*9454: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 43 شمالی ضلع سرگودھا میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم سال 1993 میں منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم میں بجلی، سیوریج، سڑکات و دیگر ترقیاتی کام نامکمل چھوڑ دیئے گئے ہیں اور جو کام ہو رہے ہیں وہ بھی انتہائی ناقص ہیں، اس سکیم کی تکمیل کب تک ہو گی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم میں کل 711 پلاٹ منظور ہوئے تھے جس میں سے 408 پلاٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں لیکن الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ قبضہ کب تک دیا جائے گا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ بقایا 303 پلاٹ ابھی تک الاٹ نہیں کئے گئے اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ کب تک الاٹ کئے جائیں گے اور اس کا کیا criteria ہو گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے چک نمبر 43 شمالی ضلع سرگودھا میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت مورخہ 1988-02-08 کو منظور ہوئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے ہاؤسنگ سکیم ہذا میں ماسوائے فراہمی بجلی کے تمام ترقیاتی کام بشمول سڑکیں، سیوریج، واٹر سپلائی وغیرہ 1995 میں مکمل کر لئے گئے تھے۔ تاہم سکیم ہذا میں عدم فراہمی بجلی کی وجہ سے آبادکاری نہ ہو سکی جس کی وجہ سے تعمیراتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ تاہم اب سکیم مذکورہ میں سڑکوں، سیوریج، واٹر سپلائی کی بحالی اور فراہمی بجلی کا تخمینہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ جیسے ہی تخمینہ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی ہو گی ترقیاتی کام مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) درست نہ ہے منظور شدہ نقشہ کے مطابق ہاؤسنگ سکیم ہذا میں کل رہائشی پلاٹوں کی تعداد 632 ہے جس میں سے 408 الاٹ کئے جا چکے ہیں جن کا قبضہ الاٹیوں کو دیا جا چکا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ یہ بقیہ کل رہائشی پلاٹس 224 ہیں جن میں سے 17 پلاٹس فوجی کوٹا اور 11 پلاٹس گورنر کوٹا کے لئے مختص ہیں۔ 136 پلاٹوں کی قرعہ اندازی مورخہ 10-03-25 کو ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ریگولیشن رولز 2002 کے تحت ہو چکی ہے ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ بوجہ verification و منظوری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی زیر التواء ہے۔

ضلع سرگودھا-3مرلہ سکیم سلانوالی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*9587: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 3مرلہ سکیم سلانوالی ضلع سرگودھا 58ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم پر تین تین مرلے کے 1530پلاٹ بنائے جائیں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے لئے قبرستان، پارک، سکول اور مساجد کے لئے کوئی نشاندہی نہیں کی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم میں قبرستان، پارک، سکول اور مسجد کے لئے بھی جگہیں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) سکیم ہذا میں منظور شدہ نقشہ کے تحت 3,3مرلہ کے تقریباً 1424رہائشی پلاٹ مہیا کئے گئے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے سکیم ہذا کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق قطعات اراضی برائے مسجد سکول قبرستان اور پارک مختص کئے گئے ہیں۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بیان کیا گیا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے کی سکیم میں آنے والے رقبہ کے مالکان کو معاوضہ دینے کی تفصیلات

*9696: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں پنڈ ہنجروال نیاز بیگ کا بہت سا کاشتکاری رقبہ ایل ڈی اے سکیم میں آگیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن کاشتکاروں کا رقبہ ایل ڈی اے کی منظور شدہ سکیم میں ہے ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں پنڈ ہنجروال نیاز بیگ کا بہت سا کاشتکاری رقبہ ایل ڈی اے کی سکیم میں آ گیا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے نے جوہر ٹاؤن کے نام سے ایک ہاؤسنگ سکیم بنا رکھی ہے سکیم میں دیگر موضع جات کے علاوہ موضع ہنجروال کی زمین بھی شامل ہے جن مالکان اراضی (کاشتکاروں) سے زمین حاصل کی گئی ہے ان کو حسب ضابطہ معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے جو کہ ایک جاری عمل ہے۔

لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*9697: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے لاہور شہر کی عوام پائپ لائن اور واٹر سپلائی لائن کا آمیزش شدہ بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زنگ آلودہ، بدبودار اور گندا پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ، جگر، ہیپاٹائٹس اے بی سی اور گردوں جیسی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں واسا کے فیلڈ سٹاف کو ریکوری کے لئے اعزازیہ بھی دیا جاتا ہے کیا حکومت واٹر سپلائی کا نظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی واسا کی اولین ترجیح ہے۔ واٹر سپلائی اور سیوریج کی لائنیں ایک دوسرے کے متوازی بچھائی جاتی ہیں لہذا سیوریج کے پانی کا واٹر سپلائی کے پانی میں آمیزش کا ہونا ناممکن ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سیوریج کا پانی gravity کے تحت چلتا ہے جبکہ واٹر سپلائی لائن کے اندر پریشر ہوتا ہے جس سے سیوریج کے پانی کی واٹر سپلائی کے پانی میں آمیزش ہونے کے امکانات نہایت کم

ہو جاتے ہیں البتہ اگر کسی گھر کا کنکشن ان کی ہودی میں سے گزر رہا ہو تو اس کا اندیشہ ہوتا ہے کہ گھریلو پانی کے پائپ کے لیکیج ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ پیش آ جائے اس کے لئے واسا نے 2.5 لاکھ واٹر کنکشن کو تبدیل کرنا ہے جن کے اکثر کام ٹھیکیداروں کو الاٹ ہو چکے ہیں اور ان پر بتدریج کام جاری ہے۔اس کے باوجود اگر کسی علاقے سے گندے پانی کی فراہمی کی شکایت آئے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ پانی کے نمونوں کی ان فٹ ہونے کی وجہ زیادہ تر صارف کے سروس پائپوں کا بوسیدہ ہونا ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ زنگ آلودہ بدبودار اور گندا پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ، جگر، ہیپاٹائٹس اے اور گردوں جیسے امراض میں مبتلا ہو سکتے ہیں لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی جیسے امراض پانی کے ذریعے نہیں پھیلتے۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ درج بالا بیماریوں کی وجہ صرف پانی ہی نہیں ہے بلکہ اس کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں جن میں ریڑھیوں پر دستیاب غیر معیاری مشروبات کی فروخت اور ان میں آلودہ برف کا استعمال ہونا، مختلف جگہوں پر کھانے کے ٹھیلے و ہوٹلوں پر غیر معیاری کھانے اور ان کے گندے برتن جن کی مناسب صفائی نہ ہونا، ریڑھیوں پر کٹے ہوئے غیر معیاری پھل کی فروخت اور ان پر مکھیوں کا بھنبھنانا وغیرہ شامل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ضلع لاہور میں واسا کے فیلڈ سٹاف کو ریکوری کے لئے اعزازیہ دیا جاتا ہے۔لاہور میں لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں پانی میں ہائپوکلورائیٹ محلول ملانا، پرانی و ناکارہ واٹر سپلائی لائنوں کو تبدیل کرنا، پائپ لائنوں کا گاہے بگاہے صاف کرنا اور رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھنا شامل ہے۔پائپ لائنوں اور واٹر کنکشنوں کی تبدیلی کے لئے رواں مالی سال حکومت پنجاب نے 245.703 ملین روپے مختص کئے ہیں۔69 عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی ان کو

494.647 ملین روپے کے اخراجات سے تبدیل کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جاسکے۔

فیصل آباد۔شہریوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے اٹھائے اقدامات کی تفصیلات

*9813: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی تقریباً 40 فیصد آبادی کو ایف۔ڈی۔اے کی طرف سے واٹر سپلائی کی سہولت میسر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سے لوگ بہت تھوڑی گہرائی میں بورنگ کرواکر ڈونکی پمپ سے پانی حاصل کرتے ہیں جو نہایت مضر صحت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے صنعتوں سے خارج کردہ کیمیکل ملا پانی زمین میں جذب ہو رہا ہے اور کم گہرائی میں بورنگ والے پانی میں مل کر فیصل آباد کی ایک بڑی آبادی کو خطرناک بیماریوں میں مبتلا کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت صورتحال کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے واسا (ایف ڈی اے) فیصل آباد کی تقریباً 40 فیصد آبادی کو پانی کی سہولت میسر نہ ہے۔

(ب) فیصل آباد شہر کے زیادہ تر حصے میں زیر زمین پانی کھاری ہونے کی بناء پر پینے کے قابل نہ ہے لیکن وہ علاقے /آبادیاں جو نہر رکھ برانچ کے کنارے آباد ہیں زیر زمین پانی پینے کے قابل ہونے کی بناء پر لوگ پمپ کے ذریعے حاصل کرتے ہیں نہر کے کنارے سے حاصل کردہ پانی مضر صحت نہ ہے۔

(ج) فیصل آباد شہر میں نکاسی آب کا معقول انتظام ہے واسا فیصل آباد کسی شہری کو یا فیکٹری مالک کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کیمیکل ملا پانی یا گھریلو پانی بور کر کے زمین میں جذب کرے اگر کوئی شہری غلط کام کرے گا تو اس کے خلاف محکمہ ماحولیات کے پاس قانونی کارروائی کرنے کا اختیار موجود ہے۔

(د) شہر کی پانی کی ضرورت 170 ملین گیلن کے مقابلے میں واسا کی موجودہ پیداواری استعداد 65 ملین گیلن ہے۔ پانی کی استعداد کو بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

واسا جاپانی حکومت کے تعاون سے نہر جھنگ برانچ کے ساتھ 25 عدد ٹیوب ویل لگا رہا ہے جس کا پانی ایک علیحدہ پمپ سٹیشن کے ذریعے سپلائی کیا جائے گا یہ ویل فیلڈ شہر سے تقریباً 13 کلومیٹر دور واقع ہے۔یہ منصوبہ مارچ 2012 تک مکمل ہو جائے گا۔

نہر رکھ برانچ کے ساتھ 16 پرانے ٹیوب ویلز کے علاوہ 12 نئے ٹیوب ویلز لگائے جارہے ہیں اور 10 مزید ٹیوب ویلز فرانسیسی حکومت کے تعاون سے لگائے جائیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ پرانے واٹر ورکس جھال خانوآنہ کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے اس واٹر ورکس کے ساتھ ہی ایک نیا ٹریٹمنٹ پلانٹ بھی فرانسیسی حکومت کے تعاون سے بنائے جانے کا منصوبہ ہے ان منصوبہ جات کی تکمیل سے اضافی 50 ملین گیلن یومیہ (Mgd) پانی دستیاب ہوگا۔اس میں سے 25 ملین گیلن رواں مالی سال میں دستیاب ہو سکے گا اور باقی 25 ملین گیلن 2014 میں مل سکے گا۔

اس کے علاوہ حکومت فرانس کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبے میں ایسے بہت سے مطالعہ جات اور اقدامات کئے جائیں گے جن کے ذریعے پانی کی سپلائی اور استعمال کی پیمائش کی جائے گی۔ہر علاقہ کو اس کی ضرورت کے مطابق پانی فراہم کرنے کے لئے ضروری آلات نصب کئے جائیں گے اور واٹر سپلائی میٹر لگا کر میٹر کے مطابق بلنگ کی جائے گی ان اقدامات سے پانی کا غیر ضروری استعمال کم ہو جائے گا اور پانی کی تقسیم بھی کافی حد تک متوازن ہو جائے گی۔

لاہور۔ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان اور رائیونڈ روڈ پر کالونیوں کی تفصیلات

*9819: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان روڈ (لاہور کی حدود تک) اور رائیونڈ روڈ پر رائیونڈ تک کتنی ایسی کالونیاں ہیں جو کہ حکومت کی باقاعدہ منظوری سے شروع کی گئی ہیں اور وہاں مکانات کی تعمیر متعلقہ اداروں سے منظور شدہ نقشوں کے مطابق ہو رہی ہے؟

(ب) ان پرائیویٹ کالونیوں کی تکمیل کے بعد شہری سہولتوں کے تسلسل کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جاتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان روڈ اور رائیونڈ روڈ پر محکمہ ایل ڈی اے نے تقریباً 29 سکیمیں منظور کی ہیں کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پرائیویٹ سکیموں کے نقشہ جات ایل ڈی اے قوانین کے مطابق سوسائٹی / سکیم مالکان کے مہیا کردہ ملکیتی ودیگر کاغذات کی روشنی میں منظور کئے جاتے ہیں اور فیلڈ سٹاف اس بات کی نگرانی کرتا ہے کہ تعمیرات ایل ڈی اے سے منظور شدہ نقشہ جات کے مطابق تعمیر ہوں۔

(ب) ان پرائیویٹ سکیموں میں سکیم مالکان / سوسائٹی عہدیداران ڈویلپمنٹ کا کام مکمل کرواتے ہیں بعد ازاں ان میں ڈویلپمنٹ کے کام کی دیکھ بھال اور دیگر امور بھی ان سکیم مالکان / سوسائٹی عہدیداران کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

لاہور۔ قینچی امر سدھو سے کاہنہ تک پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیوں کی تفصیلات

*9824: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قینچی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ لاہور پر کتنی پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیاں ہیں جو کہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہیں؟

(ب) کیا ان میں سے کچھ ایسی کالونیاں بھی ہیں جو کہ ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں نہیں؟

(ج) ان پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیوں میں شہری سہولیات کی فراہمی کس کی ذمہ داری ہوتی ہے اگر ان سہولیات کی فراہمی ڈویلپرز کی ذمہ داری ہوتی ہے تو کتنے عرصے بعد شہری سہولتوں کی دیکھ بھال حکومتی اداروں کی ذمہ داری میں آتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قینچی چونگی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ پر سات پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیاں ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونگی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ کے مغربی جانب ایل ڈی اے کا کنٹرولڈ ایریا ہے جبکہ فیروزپور روڈ کے مشرقی جانب ٹی ایم اے اور ڈی ایچ اے کا کنٹرولڈ ایریا ہے۔ایل ڈی اے کنٹرولڈ ایریا میں واقع ہاؤسنگ کالونیوں کی تفصیل جز(الف) کے جواب میں بیان کر دی گئی ہے۔

(ج) بمطابق "پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز 2010"مالکان / سپانسرز اپنی منظور شدہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں میں پانچ سال کے اندر شہری سہولیات فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

جہاں تک ان شہری سہولیات کی دیکھ بھال کا تعلق ہے تو یہ حکومتی اداروں کی ذمہ داری میں نہ آتا ہے بلکہ مذکورہ بالا رولز کی شق 49 کے تحت ترقیاتی کام کی تکمیل اور الاٹیز کو پلاٹ کا قبضہ دینے کے بعد ان پلاٹ مالکان کو ایسوسی ایشن سکیم کی دیکھ بھال و انتظامات کی ذمہ دار ہے مذکورہ قانون کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بمطابق پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز 2010 پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم کی منظوری کے وقت کل قابل فروخت رقبہ کا 20 فیصد بحق محکمہ ایل ڈی اے برائے گارنٹی تکمیل ترقیاتی کام رہن رکھے جاتے ہیں اور ڈویلپرز / سپانسرز سکیم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عرصہ پانچ سال کے اندر ترقیاتی کام خود مکمل کرے۔اگر سپانسرز سکیم مقررہ میعاد کے اندر ترقیاتی کام نہ کرتا ہے تو محکمہ ایل ڈی اے زیر دفعہ 35(5) پنجاب پرائیویٹ سکیم رولز کے تحت رہن شدہ پلاٹوں کو نیلام کرکے سکیم کے اندر ترقیاتی کام مکمل کرواتا ہے۔

لاہور-عالم ٹاؤن میں سرکاری پانی کی تفصیلات

*9854: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا لاہور میں سرکاری پانی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادی میں سرکاری پانی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔عالم ٹاؤن(ٹبہ عالم پورہ)شادی پورہ،داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے۔عالم ٹاؤن(ٹبہ عالم پورہ)شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے۔ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) عالم ٹاؤن(ٹبہ عالم پورہ)شادی پورہ،داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے۔ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ۔/11,65,700روپے کالگایا گیاہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھادی جائیں گی۔

ضلع قصور۔ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*9901: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(i) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن قصور میں کل 98ملازمین ریگولر/کنٹریکٹ پر مختلف گریڈ میں کام کر رہے ہیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ضلع قصور میں دفتر ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی میں 6ملازمین کام کر رہے ہیں۔

ان ملازمین کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	عارضی/مستقل
1	سب انجینئر	11	مستقل
2	اکاؤنٹس کلرک	09	مستقل
3	جونیئر کلرک	07	مستقل
4	نائب قاصد	02	مستقل

5	چوکیدار	02	مستقل
6	سینٹری ورکر	02	مستقل

(ب) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن قصور میں کل 98 ملازمین میں سے 71 ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ کوئی ڈیلی ویجز ملازم نہیں ہے۔

(ج) فی الوقت حکومت پنجاب کی کوئی مروجہ پالیسی نہیں ہے جس کے تحت کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیا جائے۔

تحصیل چونیاں، واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*9902: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں قصور میں 10-2009 میں کتنی رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(ب) کتنے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں، ان علاقہ جات کے نام، تخمینہ لاگت سے علاقہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں سال 10-2009 میں چار عدد فراہمی آب سکیموں کے منصوبہ جات پر مبلغ 131.776 ملین روپے کی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) دو منصوبہ جات مکمل ہوگئے ہیں جبکہ دو منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ اس مالی سال 12-2011 میں مکمل ہو جائیں گے۔

(ج) یہ منصوبہ جات مندرجہ ذیل علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں:

	نام واٹر سپلائی سکیم	تخمینہ لاگت	اخراجات
1	واٹر سپلائی سکیم چونیاں	185.824 ملین	56.764 ملین
2	واٹر سپلائی الہ آباد	61.320 ملین	46.687 ملین
3	واٹر سپلائی سکیم کنگن پور	25.872 ملین	24.051 ملین
4	واٹر سپلائی سکیم سرسیر ہتھاڑ	7.822 ملین	4.274 ملین

تحصیل گجرات، ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*9905: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل گجرات میں محکمہ کے کتنے ایسے ملازم ہیں جو ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں، گریڈوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) حکومت کب تک ان ملازمین کو ریگولر کردے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن گجرات میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کی گریڈوار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد
1	کیمونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر	17	01
2	جونیئر ریسرچ آفیسر	17	01
3	ڈیٹا انٹری آپریٹر	12	04
4	آٹو کیڈ آپریٹر	12	01
5	سب انجینئر	11	01
6	کیمونٹی بیس موٹیوٹر	11	05
7	سروئیر	11	01
8	جونیئر کلرک	07	02
9	لیب اسسٹنٹ	07	01
10	پلمبر	05	01
11	ڈرائیور	04	01
12	نائب قاصد	01	01
13	مالی	01	02
14	چوکیدار	01	01
15	سینٹری ورکر	01	01
	کل تعداد		24ملازمین

(ب) یہ فیصلہ حکومت پنجاب نے پالیسی کے مطابق کرنا ہے۔

ضلع گجرات، واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*9906: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گجرات میں10۔2009 میں کتنی رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(ب) کتنے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر اس وقت کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے ؟

(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں، ان علاقہ جات کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں10۔2009 میں 181.702 ملین روپے رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی۔

(ب) اس وقت مندرجہ ذیل نو واٹر سپلائی کے منصوبوں پر کام جاری ہے۔

(1)	شہر گجرات	(2)	شہر سرائے عالمگیر
(3)	گاؤں نسو والی سوہل خورد	(4)	وینس دھول
(5)	شیخ پور	(6)	کڑیانوالہ
(7)	ہررڑ	(8)	بھنگرانوالہ
(9)	چانگانوالی		

جن میں آٹھ واٹر سپلائی کی سکیمیں جون 2012 تک مکمل ہو جائیں گی اور شہر گجرات کی واٹر سپلائی سکیم جون 2013 تک مکمل ہو جائے گی۔

(ج)

(1)	شہر گجرات	(2)	شہر سرائے عالمگیر
(3)	گاؤں نسو والی سوہل خورد	(4)	وینس دھول
(5)	شیخ پور	(6)	کڑیانوالہ
(7)	ہررڑ	(8)	بھنگرانوالہ
(9)	چانگانوالی		

ضلع سرگودھا۔واٹر سپلائی و سیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*9909:جناب اعجاز احمد کاہلوں :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع سرگودھا میں2008 سے2010 تک کن کن علاقوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کی گئی، علاقہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) جن علاقہ جات میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت نہ ہے، حکومت کب تک ان کو یہ سہولت فراہم کردے گی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں2008 سے2010 تک واٹر سپلائی اور سیوریج کی جو سہولتیں جن علاقوں میں فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2008 سے2010 میں مکمل ہونے والی سکیمز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) جن علاقوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت نہیں ہے، ان علاقوں میں یہ سہولت بہم پہنچانا حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے تاہم اس کا انحصار فنڈز کی دستیابی پر ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک:جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر:جی، آپ کی بڑی مہربانی، اب اس کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:چلیں! آپ بات کر لیں، آپ کے بعد توجہ دلاؤ نوٹس لیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک:جناب سپیکر! میں جو بات کرنے لگا ہوں اس پر پہلے بھی discussion ہو چکی ہیں کہ سیوریج کا پانی نہروں میں ڈالا جا رہا ہے لیکن اس پر عملدرآمد ہوا اور نہ ہی محکمہ نے کوئی رپورٹ کی ہے۔یہ بڑا ظلم ہو رہا ہے کیونکہ نہروں کا پانی ٹیلوں پر انسان بھی پیتے ہیں اور جانور بھی پیتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، ناگرا صاحب کو کہیں کہ وہ House میں آکر ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پہلے بھی کئی دفعہ اس چیز کا ذکر ہو چکا ہے اور اسمبلی میں بحث بھی ہوئی ہے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس پر آپ ہی کوئی initiative لیں تو اس سے لوگوں کی بہتری ہو گی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ناگرا صاحب کے محکمہ ہاؤسنگ کا مسئلہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ محکمہ اریگیشن سے متعلقہ ہے اور اریگیشن محکمہ ہمیشہ اس میں رکاوٹ کا باعث بھی بنتا ہے اور پانی کو گرانے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ محکمہ اریگیشن سے اس کی رپورٹ لے کر پیش کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ ٹاؤن کی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں ہیں، یہ پبلک ہیلتھ کے under آتی ہیں اریگیشن کے under نہیں آتیں اور ان کو اپنے arrangements کرنے چاہئیں۔ محکمہ انہار کے متعلقہ یہ سوال نہیں ہے وہ تو انہیں NOC بھی نہیں دیتے لیکن یہ زبردستی نہروں میں پانی ڈال دیتے ہیں، اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرایا جائے کیونکہ جب بڑے شہروں میں اس طرح ہو رہا ہے تو پھر چھوٹے شہروں میں ہوتا ہو گا، بڑا شہر ملتان میں بھی اس طرح ہو رہا ہے اور لاہور کا معاملہ بھی ایک دفعہ اٹھایا گیا تھا شاید منسٹر صاحب کو یاد ہو۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ایک صاحب بول رہے ہیں میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کیسے دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ serious issue ہے۔ آپ مہربانی کریں اس پر کوئی positive step اٹھائیں۔

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! ان کے بقول آپ کا clotted water نہروں میں جا رہا ہے۔ کیا آپ لوگ اس کا کوئی سدباب کر رہے ہیں اور آپ نے کوئی Treatment Plant لگائے ہیں یا نہیں لگائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جاپان اور فرانس حکومت سے معاہدہ طے ہو گیا ہے اس کے Treatment

Plant عنقریب لگ رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس پر کمیٹی بنا دی ہے اور وہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ اس پر جاپانی اور فرانسیسی حکومت کی مدد سے Treatment Plants لگ رہے ہیں پھر اس کے بعد پانی دریا میں پھینکا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اختر!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب update نہیں ہے اس لئے آپ ذرا مہربانی فرما کر اس پر initiative لیں کیونکہ ان کو یہ پتا نہیں کہ Treatment Plants لگے ہیں یا نہیں لگے؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، میں اور آپ بیٹھیں گے، اس میں کہیں رکاوٹ ہوئی تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ جی، اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں محترمہ ساجدہ میر صاحبہ توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1108 ہے۔

شیخوپورہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کے قتل کی تفصیلات

1108: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔جنوری 2012 کی نوائے وقت اخبار کی خبر کے مطابق شیخوپورہ میں ڈکوؤں نے واردات کے دوران مزاحمت کرنے پر تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقہ منڈیالی کے قریب ایلومینیم فیکٹری کے گارڈ نصر اللہ خان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) اس کیس کی صورتحال کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1108 کا جواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ مورخہ 21۔جنوری 2012 کو محمد بشر ولد سردار قوم جٹ وڑائچ سکنہ راجہ تھانہ صدر کامونکی ضلع گوجرانوالہ نے مقامی پولیس کو

اپنا بیان قلم بند کرایا کہ اس کا بھتیجا بشارت علی ولد محمد بوٹا ایلومینیم فیکٹری میں کام کرتا تھا آج 4 بجے صبح اطلاع ملی کہ بشارت علی فوت ہو گیا ہے۔ وہ ہمراہ اپنے دوسرے بھتیجے جاوید ولد محمد بوٹا اور طارق ولد محمد بوٹا فیکٹری ایریا میں پہنچے تو پتا چلا کہ دوران ڈیوٹی بشارت علی فوت ہو گیا ہے۔ بشارت علی کی گاؤں میں قتل کی دشمنی ذکاء اللہ وغیرہ کے ساتھ ہے لہذا اس کا ڈاکٹری معائنہ کرایا جائے تاکہ پتا چل سکے کہ موت اتفاقیہ ہوئی ہے یا اسے قتل کیا گیا ہے لہذا حسب خواہش حقیقی وارثان متوفی بشارت علی کا Postmortem کرایا گیا جو کہ Postmortem Report تاحال موصول نہ ہوئی ہے جونہی یہ رپورٹ موصول ہوتی ہے اور کوئی جرم قابل دست اندازی پایا گیا تو اس کے خلاف اس جرم کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں گے میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر قانون کی violation ہو رہی ہو؟

MR SPEAKER: What do you mean by this?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ بتائیں ہوم ڈیپارٹمنٹ کا چارج چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے یا لاء منسٹر صاحب کے پاس ہے اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کا چارج چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے تو پھر معزز لاء منسٹر صاحب جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے کیا پوچھ رہے ہیں ان کو بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ کا charge میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ سب کو اس بات کا پتا ہے ویسے ہی آپ کی interruption کی عادت بن گئی ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انہوں نے بتا دیا ہے ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس اسمبلی کے قانون اور قاعدہ سے متعلق اگر کوئی point raise کیا جائے تو اس پر میری آپ سے انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ اس پر۔۔۔

جناب سپیکر: یہ نوٹیفکیشن آج کا نہیں پچھلے دو سال سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! شروع سے ہم یہ دیکھتے آئے ہیں کہ جس وقت کسی وزیر کو کوئی محکمہ الاٹ کیا جاتا ہے تو اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی House میں تقسیم کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ تقسیم کی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! یہی تو problem ہے ہمیں اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ملی؟ یہ تو پرانا نوٹیفکیشن ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ میرے پاس محکمہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا charge ہے اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی ہمیں مہیا کر دی جائے۔ بس اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! توجہ دلاؤ نوٹس کے بارے میں عرض کرتی ہوں کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بڑا valid point raise کیا ہے۔ اس کی کاپی ممبران کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس لئے یہ کاپی ہمیں مہیا کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جو محکمے کسی بھی وزیر کو الاٹ ہوئے ہیں اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی ہمیں مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے particularly ان کے محکمے کے متعلق پوچھا ہے اس کی کاپی آپ کو پہنچ جائے گی۔ جب بھی کوئی نوٹیفکیشن ہو اس کی کاپی مہیا کر دی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس کی وضاحت فرما دیں کہ کب تک ہمیں اس کی کاپی مل جائے گی؟

جناب سپیکر: یہ میں اپنے دفتر کو کہہ رہا ہوں کہ جب بھی اجلاس شروع ہو محکمہ سے رابطہ کر کے فوری طور پر نوٹیفکیشن کی کاپی تمام ممبران کو مہیا کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک تو پولیس نے اس کی سراسر غلط investigation کی ہے۔ جو بات میرے علم میں ہے وہ میں عرض کرتی ہوں کہ کسی بھی علاقے میں ڈکیتی کی واردات ہو، قتل ہو تو پولیس اس کی ایف آئی آر درج کرنے سے گریز کرتی ہے تاکہ اس علاقے کے ضلع کے ڈی پی او اور ایس ایچ او پر ملبہ نہ آ جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو گورنمنٹ نے رپورٹ دی ہے یہ غلط ہے، وہاں پر سکیورٹی گارڈ ہی قتل ہوا ہے اور دوران ڈکیتی قتل ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پولیس حقیقت کو کیوں چھپاتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ فرما رہی ہیں کہ پولیس حقیقت کو چھپا رہی ہے، بتائیں کیوں چھپا رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! پولیس نے اس واقعہ کی جو بھی حقیقت تھی اسے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں حقیقت چھپانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ خبر ہی غلط تھی۔

جناب سپیکر: اب اس کے بعد اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1115 لیتے ہیں میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب!

فیصل آباد میں ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی تفصیل

1115: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔جنوری 2012 کو آر ایچ سی کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد میں سات افراد گھس آئے اور انہوں نے ہسپتال کے تمام عملہ کو یرغمال بنا کر ایک کمرے میں بند کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افراد نے ایک ملازم سے ڈاکٹر طارق کے گھر فون کرایا اور پیغام دیا کہ ہسپتال میں ایمرجنسی آئی ہوئی ہے اس کے لئے وہ ہسپتال آئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر طارق کے آنے پر اسے بھی یرغمال بنا لیا اور اس سے گھر کی چابیاں لے لیں اور گھر میں موجود زیور، رقم اور ہتھیاروں کے متعلق تفصیل حاصل کی۔اس کے بعد ان میں سے تین افراد ڈاکٹر طارق کے گھر گئے اور گھر میں موجود خواتین اور بچوں کو اٹھایا، ڈرایا، دھمکایا اور تلاشی لے کر -/35000 روپے کچھ زیورات اور ہتھیار چھین لئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ افراد جاتے ہوئے ڈاکٹر طارق کا چار سال کا بچہ بھی ساتھ لے گئے اور پیغام دے گئے کہ ایک کروڑ روپے کا بندوبست کریں۔اس واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔ پانچ چھ افراد تھے جنہوں نے چوکیدار فہد حسین اور وارڈ سرونٹ احسان کو یرغمال بنا کر کمرے میں بند کر دیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔مدعی کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 45 مورخہ 20۔جنوری 1912 بجرم 395/365-A PPC تھانہ کھرڑیانوالہ درج کیا گیا ہے۔ملزمان کو trace کرنے اور مغوی کی بازیابی کے لئے joint team تشکیل دی گئی ہے جو تفتیش مقدمہ عمل میں لا رہی ہے۔ سابقا ریکارڈ یافتگان کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ شواہد اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔ مغوی احمد سلیمان کی بحفاظت بازیابی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں ایس ایس پی investigation فیصل آباد اس جواب کو لے کر یہاں لابی میں موجود ہیں اس سلسلے میں mover کو اور اس معزز ایوان کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: لابی میں تو میں کسی non member کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آفیشل گیلری کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آفیشل گیلری میں بیٹھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں mover کو اور معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ اس مقدمے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے لیکن اس پیشرفت سے متعلقہ معاملات کو یہاں پر public کرنا فی الحال اس مقدمے کی investigation کے لئے مناسب نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ مقدمہ اگلے دو تین روز میں work out ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کا بہت مشکور ہوں کیونکہ یہ ایک بہت ہی serious وقوعہ ہے۔ اس سے صرف یہی ایک ڈاکٹر صاحب متاثر نہیں ہوئے بلکہ اگر آپ دیکھیں تو ہمارے پنجاب کے اندر زیادہ تر رورل ہیلتھ سنٹرز وہاں پر بنائے گئے ہیں جہاں پر زیادہ آبادی نہیں ہے۔ کیا حکومت کے پاس کوئی ایسا منصوبہ بھی ہے کہ ہسپتال کے عملہ میں یہ جو insecurity prevail کر رہی ہے۔ کہیں پر ڈاکٹروں کا لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے، کہیں پر مار کٹائی ہے اور کہیں پر توڑ پھوڑ ہے۔ اب یہ بھی ایک وقوعہ ہوا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی حفاظت کے لئے کیا کوئی جامع پالیسی تیار ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو in camera کرنی پڑتی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا میں تو اس وقوعہ کے ساتھ ٹوٹل پالیسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اللہ خیر کرے گا۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہو گیا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں نے اس وقت اس میں مداخلت نہیں کی کیونکہ rules کے مطابق میرا مداخلت کرنا بنتا نہیں تھا۔ میجر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وزیر قانون نے اس بارے میں سیر حاصل اطلاعات فراہم کر دی ہیں۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت dacoits جو gang operate کر رہے ہیں اور اس کے لئے تجاویز بھی پہلے آ چکی ہیں کہ ایک Special

Gang Busting Squad Allocate کر کے ان کو علیحدہ بنایا جائے۔یہ میری تجویز ہے ورنہ یہ انیس انیس، بیس بیس لوگوں پر مشتمل گینگ جا کر حملہ کرتے ہیں۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ ڈکیتی نہیں ہو رہی بلکہ حملے ہو رہے ہیں۔ان کو حملے کہا جاتا ہے۔یہ میری تجویز ہے اگر آپ اسے در خور اعتنا سمجھیں تو وزیر اعلیٰ تک پہنچا دیں کہ Gang Busting Squad بنائے جائیں۔یہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں اور حفاظت کے ناتے سے عرض کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! کل والی قرار داد پر دستخط ہو گئے ہیں مہربانی فرما کر اسے پہلے لے لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس پر پہلے آپ بات کر لیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں کیونکہ تحریک استحقاق موجود نہیں ہے۔جناب محمد محسن خان لغاری کی تحریک التوائے کار نمبر 2068/11 ہے جو کہ move ہو چکی ہے۔اس کا جواب لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کون سی؟

جناب سپیکر: میں تحریک التوائے کار نمبر 2068/11 کی بات کر رہا ہوں۔ وزیر قانون صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 2068 کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلعی انتظامیہ کے ریکارڈ کے مطابق بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان میں بھرتی کے لئے تمن لغاری کے کوٹا کی اسامیاں اشتہار مذکورہ میں درج ہیں۔یہ درست نہ ہے کہ تمن لغاری کی 33 فیصد اسامیاں کوٹا میں موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بار بار یہاں پر یہ issue raise کرتا رہتا ہوں کہ بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیویز ایسی فورسز ہیں جو صرف ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں operate

کرتی ہیں۔ان کی administration کا بھی ایک unique طریقہ ہے جو کہ صرف وہیں پر رائج العمل ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس (BMP) 1904 میں ایک act of parliament کے through وجود میں آئی تھی اور اس وقت سے آج تک ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا جو ٹرائبل ایریا ہے جو کہ پنجاب اور بلوچستان کے درمیان ایک buffer zone بنتا ہے، اس ایریا کی policing کے لئے یہ پولیس فورس بنائی گئی تھی۔ موجودہ صورتحال میں اس فورس کے اندر 504 آدمیوں کی نفری ہے، اس کے اندر 138 لغاری، 138 بزدار، 77 قیصرانی، 58 کھوسہ، 16 لنڈ اور 17 کھیتران اور 60 لوگ تمام قبائل سے لئے جاتے ہیں جسے متفرق کہا جاتا ہے، اس کے لئے تمام اقوام کے لوگ eligible ہوتے ہیں اور ڈیرہ غازی خان میں جو فورس کا line area ہے وہ اس کے لئے ہوتے ہیں۔باقی لوگوں کی بھرتی اپنے اپنے قبائلی علاقے کی policing کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، اس کے اندر جو بھرتی ہوتی ہے وہ بھی ہر قوم کے اپنے اپنے کوٹا کے مطابق ہوتی ہے چونکہ جس قوم کا جتنا علاقہ ہوتا ہے اس قوم کی policing وہ کرتی ہے۔ اگر کوئی قوم بڑی ہے، کسی کا علاقہ بڑا ہے تو اس کے لئے زیادہ circles ہوتے ہیں، زیادہ پولیس سٹیشن ہوتے ہیں اور اس کے لئے زیادہ نفری کی ضرورت ہوتی ہے۔اس وقت جو صورتحال ہے اس کے مطابق لغاری علاقہ کے چار سرکل ہیں، بزدار قوم کے علاقے کے تین سرکل ہیں، کھوسہ قوم کا ایک سرکل ہے، قیصرانی قوم کے دو سرکل ہیں، لنڈ اور کھیتران قوم کا ایک ایک سرکل ہے اور ایک miscellaneous circle ہے جس طرح شہر کی پولیس لائن ہوتی ہے اُسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بارڈر ملٹری پولیس لائن ہے۔اسی حساب سے تمام اقوام کی اپنی اپنی سیٹیں ہوتی ہیں، اس وقت جو موجودہ صورتحال ہے اس میں ہماری لغاری قوم میں سے لغاری علاقے کو policing کرنے والی فورس میں ہماری اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کے لئے اشتہار نہیں دیا جارہا۔لاء منسٹر صاحب کو جو سرکاری اعداد و شمار دیئے گئے ہیں اس کے اندر لغاری قوم کے وہ لوگ جو کہ متفرق یعنی کہ miscellaneous کوٹا کے اندر تمام اقوام eligible ہوتی ہیں ان کی تعداد کو شامل کر کے انہوں نے کہا ہے کہ لغاری قوم کی اتنی سیٹیں ہیں۔میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ لغاری قوم کی 138 سیٹیں ہوتی ہیں جو ہمارے کوٹا کی ہوتی ہیں اور ابھی چھ لوگوں کا اشتہار دیا گیا ہے، ایک اور قوم جس کا میں نام لوں گا تو شاید بات کسی اور طرف چلی جائے ان کی تھوڑی نفری ہے لیکن ان کی پندرہ سیٹیں ہیں۔کہیں نہ کہیں سیٹوں کی ہیرا پھیری ہو رہی ہے، اسمبلی میں یہ issue لانے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہماری جو ہوم

ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ بیٹھ کر ان کے سروسrules،ان کی بھرتی جس قوم کی جتنی بنتی ہے وہ اسے دیکھ لے اور اس کے بعد ہم لوگ ضلعی انتظامیہ سے یہ بات کہیں کہ اصول اور قانون کے مطابق تو اس طرح ہونا چاہئے لیکن آپ لوگ جو ایک کونے میں بیٹھ کر چیزوں کوmanipulate کر رہے ہیں وہ ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔یہ ایک unique situation ہے، یہ گوجرانوالہ میں ہوگی، لاہور میں ہوگی، نہ قصور میں ہوگی یہ صرف ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لئے ہے۔میری گزارش ہے کہ اس issueکوsolveکرنے کے لئے مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپdirectلاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں تو شاید اس کا کوئی اچھا حل نکل آئے۔اگر کوئی دوسرا حل چاہتے ہیں تو اس کے لئے مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا اور وہ آپ کے فائدے میں نہیں جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہissueحل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں اسی لئے کہہ رہا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ باتaddکرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ چھوڑ دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کیسے کھڑے ہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب کی بات میں کافی وزن ہے، آج کل پختون خواہ اور ٹرائبل علاقے میں جو problems, issuesشروع ہو گئے ہیں وہcontrolنہیں ہو رہے اس کیbasicوجہ یہ ہے کہ جو ٹرائبل سسٹم تھا، جو اس کے rules قوانین تھے ہم نے انہیں violateکر دیا، پچھلی حکومت نے انہیں پوراchangeکر کے رکھ دیا، جو حقوق تھے وہ نہیں دلائے گے اس لئے آج جو کچھ ہو رہا ہے اس سے پورا پاکستانeffectہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محسن لغاری

صاحب کی یہ بات exactly درست ہے کہ بارڈر پولیس فورس یا لیویز میں جس کا جتنا حق ہے وہ ان کو ملنا چاہئے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے جواب آنے کی ضرورت نہیں تھی بس commitment آنی تھی کہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: صبر کریں۔

حکومت پنجاب کے ملازمین کو بروقت تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے سے پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 12/1 اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب فنانشل rules کے (i)5.1 rule کے تحت ملازمین کی ماہانہ تنخواہوں الاؤنسز اور پنشن کی ادائیگی اگلے مہینے کی یکم تاریخ کو کی جاتی ہے ملازمین یہ تنخواہیں اسی دن بعد دوپہر نکلوا سکتے ہیں۔اس حوالے سے ملازمین کو کسی مشکل کا سامنا نہیں ہے البتہ یہ بات درست ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں میں ملازمین کو وفاقی حکومت کے فیصلے کے مطابق بنکوں کی ہفتہ وار دو چھٹیوں کی وجہ سے اپنی تنخواہیں وصول کرنے میں اس وقت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب یہ چھٹیاں مہینے کی پہلی تواریخ میں آ گئیں۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب نے یہ بات یقینی بنائی ہے کہ ملازمین چھٹیوں کے فوری بعد اپنی تنخواہیں وصول کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب آ گیا ہے، میرے خیال میں not pressed جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو dispose of ہو گئی ہے that has gone now اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/3 محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: آپ نے نہیں پڑھی لیکن جدھر سے پڑھی گئی ہے مجھے پتا ہے۔آپ چھوڑ دیں یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے بھاری قرضہ لینے اور اس پر سود ادا کرنے سے ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات کا خدشہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 3/12 کے ضمن میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ سٹیٹ بنک ایکٹ 1956 کے تحت صوبائی حکومتوں کو Overdraft کی سہولت دی گئی ہے تاکہ صوبائی حکومتیں اپنی آمدنی اور اخراجات کے عارضی فرق کو دور کر سکیں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبائی حکومتوں کے تقریباً 80 فیصد وسائل وفاقی حکومت سے حاصل ہوتے ہیں ان محاصل کی ترسیل صوبائی حکومتوں کو وضع کردہ طریقے کے مطابق ہر ماہ دو اقساط میں کی جاتی ہے۔ایک قسط رواں ماہ کے وسط اور دوسری ماہ کے آخری دن وصول ہوتی ہے جبکہ صوبائی حکومتوں کے بیشتر اخراجات مثلاً تنخواہوں اور پنشن وغیرہ کی ادائیگی پر سود ادا کرنا جیسے اخراجات کی ادائیگی ہر مہینے کے آغاز میں ہی کی جاتی ہے اس لئے State Bank نے صوبے کی چھ ہفتے کی تنخواہ اور پنشن کی ادائیگی کے برابر overdraft کی سہولت مہیا کر رکھی ہے۔اس ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جیسے ہی صوبوں کو وفاقی حکومت سے محاصل حاصل ہوتے ہیں State Bank اس Overdraft کی رقم کو منہا کر لیتا ہے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اخبار کی رپورٹ کی بنیاد Money Supply Statement ہے جو کہ State Bank of Pakistan کی website پر جاری کی جاتی ہے۔اس statement میں State Bank کی طرف سے جاری کردہ رقوم اور قرضہ جات کا اندراج ہوتا ہے۔اس رپورٹ میں درج حکومت پنجاب کے ذمہ 21۔ارب روپے کے قرضہ جات میں overdraft کے علاوہ بنک آف پنجاب کے لئے حاصل کئے گئے قرض اور blocked account کی رقم بھی شامل ہے۔Overdraft کی رقم دسمبر کے مہینے کے آخر میں State Bank of Pakistan کو واپس کر دی گئی۔اس کے بعد حکومت پنجاب نے دسمبر کے مہینے کا اختتام 8۔ارب روپے کے مثبت cash balance سے کیا یعنی 8۔ارب روپے کا positive balance تھا۔

جناب سپیکر! مندرجہ بالا رپورٹ سے پتا چلتا ہے کہ اخباری رپورٹ اصل حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب مالی طور پر مستحکم position میں ہے۔ صوبے میں ترقیاتی کاموں کے لئے مالی سال کے پہلے چھ ماہ میں تقریباً 125۔ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں جن میں سے 49۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تمام ترقیاتی کاموں پر بغیر کسی رکاوٹ کے عملدرآمد جاری ہے۔

MR SPEAKER: Mohsin Khan Leghari sahib! What you want. Do you want to press it now?

MR MUHMAAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Yes, Sir I would like to press it and I would like to plead my case before the House as to what is the financial condition of this Province. I think we have a right to know as to how well our Province is doing financially.

جناب سپیکر! میں overdraft کی according to the dictionary وضاحت کرنی چاہوں گا۔ میں آپ کو dictionary کی کچھ quotations بتا دیتا ہوں کہ overdraft کیا چیز ہوتی ہے؟ اس کی definition یہ ہے کہ "The amount which is withdrawn exceeds of deposit." جب آپ کے پاس پیسے نہیں ہوتے تو اس وقت جو پیسے آپ بنک سے لیتے ہیں اس کو overdraft کہا جاتا ہے۔ جو لوگ banking کو سمجھتے ہیں وہ یہ چیز بھی سمجھتے ہیں کہ overdraft ایک expensive liability ہوتی ہے۔ حکومت پنجاب کی liabilities بڑھتی جا رہی ہیں اور یہی ایک matter of concern ہے۔ میں آپ کی خدمت میں بجٹ کے اعداد و شمار سے عرض کرتا ہوں کہ 2005-06 میں حکومت پنجاب کی 162۔ارب روپے کی liabilities تھیں۔ 2007-08 میں ہم نے اپنی کچھ liabilities کو retire کیا اور 2008-09 میں یہ liabilities بڑھ کر 304۔ارب روپے ہو گئیں۔ اس کے بعد 2009-10 میں یہ 387۔ارب روپے کی ہو گئیں۔ اسی طرح 2010-11 میں یہ 485۔ارب روپے کی ہو گئیں اور 2011-12 میں ہمارے صوبے کی liabilities بڑھ کر 492۔ارب روپے ہو گئیں۔ یہ بڑی serious باتیں ہیں اور ان پر ہمیں سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے صوبے کی اس وقت یہ معاشی صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اب تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ defensive نہ ہوں۔اس کو آپ نے نہیں بلکہ حکومت نے defend کرنا ہے۔آپ مہربانی کر کے حکومت کی side نہ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی لغاری صاحب کو confusion ہے۔یہ بالکل wrong statement refer کر رہے ہیں۔میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ صوبے کی financial condition پر آپ بے شک ایک دن بحث کے لئے مختص کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک دن نہیں بلکہ اس کے لئے ہم دو گھنٹے مختص کر سکتے ہیں۔یہ بحث اگلے تین دنوں کے اندر اندر کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ بے شک کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کل اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے مختص کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بہتر ہے۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: Now, we take up the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011 (Bill No.36 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے قاعدہ 98(2)(بی) کے تحت تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill میں حزب اختلاف کی طرف سے کوئی 31 کے قریب amendments تھیں تو اس لئے ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اس کو Select Committee کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے آپ move کریں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:

1.	Mr Yahya Gull Nawaz Chairman Standing Committee on HUD & PHE	Ex-Officio Chairman
2.	Rana Sana Ullah Khan Minister for Law & Parliamentary Affairs	Ex-Officio Member
3.	Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66)	Member
4.	Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150)	Member
5.	Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13)	Member
6.	Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97)	Member
7.	Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72)	Member

8. Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202) Member
9. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245) Member
10. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300) Member
11. Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) Member
12. Ms Seemal Kamran, MPA (W-362) Member
13. Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA(NM-367) Member

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:-

1. Mr Yahya Gull Nawaz Ex-Officio Chairman
   Chairman Standing Committee on HUD & PHE
2. Rana Sana Ullah Khan Ex-Officio Member
   Minister for Law & Parliamentary Affairs
3. Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66) Member
4. Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150) Member
5. Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13) Member
6. Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97) Member
7. Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72) Member
8. Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202) Member
9. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245) Member
10. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300) Member
11. Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) Member
12. Ms Seemal Kamran, MPA (W-362) Member
13. Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA (NM-367) Member

Now, there is an amendment in this motion. The amendment is from Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Ch.Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan

Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Lt. Col(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shah Jahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sindhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Mr Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal, Sardar Attar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Ch Ehsan-Ul-Haq Ahsan Nolatia, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col (Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon,

Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed (Advboca), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Who is to move it now?

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 21st March 2012.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 21st March 2012.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it, sir.

جناب سپیکر! میں oppose کرنے کے ساتھ یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ بل چونکہ سلیکٹ کمیٹی کے حوالے ہو رہا ہے تو سلیکٹ کمیٹی میں کوئی بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے، کسی سٹیک ہولڈر کو بلا کر اُس سے مشورہ کرنا چاہے یا اس بل پر public opinion seek کرنا چاہے تو اُس کے پاس یہ سارے اختیارات موجود ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں تو اس حوالہ سے یہ کہوں گی کہ جیسا کہ یہ بل آج سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جانے والا ہے میں تو کہوں گی کہ کُفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، یہ ایک بڑا اچھا good gesture ہے کہ ان کی طرف سے اس چیز کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم جس کے لئے بارہا کہتے رہے ہیں کہ ایسے issues سے عوام ڈائریکٹ متاثر ہوتی ہے اور عوام کا پیسا خرچ ہوتا ہے۔ عوام سے ٹیکس لئے جاتے ہیں

جس کی وجہ سے سارا بوجھ عوام اُٹھاتی ہے تو خدارا اس عوام کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے، اس عوام سے بھی پوچھ لیا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ میں تو اس حوالہ سے ان کی تعریف بھی کر رہی ہوں کہ انہوں نے اس اسمبلی میں پہلی دفعہ سلیکٹ کمیٹی خود ہی تشکیل دے دی ہے۔ ہر دفعہ definitely ایک اتھارٹی بنادی جاتی ہے اور اُس اتھارٹی کی صورت میں عوام کے اوپر ایک نیا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ کوئی نئی سڑک بنانی ہے تو اُس کے لئے کوئی نئی اتھارٹی بنادی جاتی ہے جیسے کہیں ٹیپا ہے، کہیں رنگ روڈ اتھارٹی ہے اور کہیں کوئی اور اتھارٹی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر House کی sense لے لی جائے کہ اس حوالہ سے کیا کرنا چاہئے لیکن میرے نزدیک یہ ایک اچھی بات ہے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:-

1.	Mr Yahya Gull Nawaz	Ex-Officio Chairman
2.	Rana Sana Ullah Khan Minister for Law & Parliamentary Affairs	Ex-Officio Member
3.	Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66)	Member
4.	Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150)	Member
5.	Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13)	Member
6.	Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97)	Member
7.	Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72)	Member
8.	Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202)	Member
9.	Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)	Member
10.	Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300)	Member
11.	Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342)	Member
12.	Ms Seemal Kamran, MPA (W-362)	Member
13.	Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA(NM-367)	Member

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد قائد حزب اختلاف نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ پہلے میں یہ قرارداد لایا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ سب کی اکٹھی آ گئی ہے، آپ فکر نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ پر دیکھیں کہ یہ قرارداد پہلے کون لایا ہے آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر: جب question put کیا جاتا ہے تو ایسا نہیں کیا جاتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بات سن لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے بھی پہلے قرارداد دی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نہیں سنوں گا۔ آپ میری بات سنیں آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ بیٹھیں۔ ان کا نام بھی ضرور ڈالنا چاہئے تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نام کی بات نہیں ہے جو آدمی move کرتا ہے اس کو بعد میں کاپی کر کے اس کو accept کر لیتے ہیں۔ میری اور ساجدہ میر کی قرارداد ریکارڈ میں ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ایسا کوئی آلہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اپنے دفتر سے پوچھ لیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔ آپ اپنے دفتر سے بھی نہیں پوچھتے۔

جناب سپیکر: ابھی صرف تحریک منظور ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ صرف یہ کہہ دیں کہ میری قرارداد ریکارڈ پر پہلے ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا تو میں آپ کو کیسے یہ بات کہہ دوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ Chief ہیں۔

جناب سپیکر: میں ریکارڈ میں دیکھوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے کہ آپ ہمارا سپیکر بند کرا دیتے ہیں اور ہماری بات کو ریکارڈ میں بھی نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے آرام سے بات کیا کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن مجھے سختی سے الفاظ کہنے کی آئندہ کوشش نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا میں آپ کا احترام نہیں کرتا؟

جناب سپیکر: میں بھی آپ کا احترام کرتا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں ایسے نعرے نہیں سننا چاہتا۔ ان فضول نعروں کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ اصول کی بات ہے۔ اگر آپ اس بات کو ریکارڈ پر نہیں لائیں گے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو واک آؤٹ نہیں کرنے دیں گے۔ آپ اس پر بات کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں جانے دیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو صاحب! شیخ صاحب کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔ اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر پابندی نہ لگانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ ثقافتی سے کیا مراد لی گئی ہے؟ اس کی وضاحت کی جائے میوزیکل پروگرام کی قطعاً اسلام میں اجازت ہے ہمارا اخلاق اجازت دیتا ہے اور نہ ہی شریعت اجازت دیتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بالکل غیر نصابی سرگرمیاں ہونی چاہئیں لیکن خواتین کے اپنے اداروں میں باپردہ حیثیت سے چار دیواری کے اندر ہونی چاہئیں۔ اگر یہ قرارداد صرف میوزیکل پروگراموں کے حوالے سے ہے تو میں اس کو oppose کرتا ہوں اور ہمارا نقطہ نظر اس میں شامل کیا جائے کہ اسلام ہمیں اس چیز کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! کل یہاں میوزیکل پروگرام کی بات ہو رہی تھی تو میوزیکل پروگرام کوئی اسلامی یا غیر اسلامی نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گانا گانے والا اور سننے والا دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں سرگودھا میں ایک ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے کے لئے بیٹھا تھا جس کے پڑوس میں ایک سکول تھا۔ اس سکول میں صبح پریڈ کے وقت جو میوزک چل رہا تھا خدا کی قسم جو آدمی سکول میں نہیں بیٹھا ہوتا بلکہ گلیوں میں بیٹھا ہوتا ہے اس کے لئے بھی وہاں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنے سکول کی ابتدا کس طریقے سے کرتے ہیں؟ غیر نصابی سرگرمیاں جیسے ہاکی، کرکٹ وغیرہ کی کھیلیں ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں مگر ثقافتی کھیلوں کے نام پر اگر کسی غیر اسلامی چیز یا بے حیائی کو شامل کیا جائے گا تو اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ براہِ مہربانی اس کی وضاحت کی جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جب ہمارے نبی ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تو چھوٹی چھوٹی بچیوں نے ڈف بجا کر آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے ان کی بات سننے دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بول چکے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی بات پر یہ عرض کروں گا کہ وہ عربی کے شعر "طلع البدر علینا" تھے مگر کوئی میوزک نہیں تھا۔ خدا کے لئے میں آپ کو اللہ اور رسول کا واسطہ دیتا ہوں

کہ ثقافت کے نام پر اسلام کی تذلیل اور توہین نہ کی جائے۔ ہماری بچیوں کو بے حیائی اور بے ہودہ گانوں کی طرف راغب نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی، حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مدینہ منورہ میں ہجرت کے موقع پر جو نغمہ پڑھا گیا اُس میں شرط تھی کہ وہ نابالغ اور چھوٹی بچیاں ہوں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! مجھے محترمہ کی بات سننے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ mover ثقافتی لفظ کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو mover بتائیں گے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اپنے اوپر کوئی بھی اسلام نافذ نہیں کرنا چاہتا بلکہ ہمیشہ دوسروں پر کرنا چاہتا ہے۔ کیا سکول اور کالج پنجاب اسمبلی کی domain میں آتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی نے یہ اسلام نافذ کرنا ہے اور پابندی لگانی ہے تو پہلے اپنے اوپر لگائیں۔ ہمارے اوپر پابندی ہونی چاہئے کہ ہم musical concerts میں نہ جائیں۔ بجائے ہم دوسروں پر پابندی لگائیں ہمیں اپنے آپ پر پابندی لگانی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمارے ممبران خود musical concerts اور فوڈ سٹریٹ کی اتنی بڑی inauguration میں جاتے ہیں تو ہم اس پر پابندی کی بات کیسے کر سکتے ہیں، میڈیا اور middle class کے لوگوں کو غصہ اس بات پر ہے کہ کیا پابندیاں سکول اور کالجوں کے لئے ہیں؟ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی کی domain میں ہی نہیں آتا کہ ہم یہ پابندی لگائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ پیش کی جانے والی قرارداد کے الفاظ بڑے مثبت اور مناسب ہیں۔ ثقافت سے مراد یہی ہے جو ہماری اصل ثقافت ہے۔ اس پر مزید بحث کی بجائے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر question put کر دیں۔

جناب سپیکر: اس پر محرک کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ دیں ورنہ میں question put کر دیتا ہوں۔ کچھ دوستوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح طور پر سمجھا نہیں ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہےاوراب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں،ثقافتی، ملی اورادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کرکے واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کوwelcome کرتاہوں لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ آپ نے بھی اس بارے میں کوئی قرارداد دی ہوئی ہے۔کیاآپ نے جمع کرائی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر اب آپ کے علم میں آگئی ہے تو یہ جتنی بھی کارروائی ہوئی ہے یہ ساری illegal ہے۔

جناب سپیکر:ابھی میرے علم میں نہیں آئی میں اسےcheck کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ نے ابھیannounce کیاہے کہ میرے علم میں آگئی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کے بتانے پر مجھےپتاچلاہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری قرارداد اس سے پہلے تھی اور ابھی آپ نے مانابھی ہے کہ یہ قرارداد پہلے تھی لہذا یہ ساری کارروائی ناجائزاورillegal ہے۔

جناب سپیکر:نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کہہ دیں کہ یہillegal ہے۔

جناب سپیکر: کیامیںillegal کرسکتاہوں؟میںillegal کہہ سکتاہوں اور نہ کرسکتاہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس سے پہلے میری قرارداد آپ کے دفتر میں 9 بج کر 10 منٹ پر درج ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!قراردادوں کی باقاعدہ قرعہ اندازی ہوتی ہے جس کا نمبر پہلے آجائے اُس کی قرارداد پہلے آجاتی ہے۔بہرحال میں مزیدcheck کروالوں گاکیونکہ مجھے مکمل طور پرپتانہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس قرارداد پر ساری کارروائیillegal ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے یہ قرارداد اپوزیشن لیڈر کی درخواست پر rules کو suspend کر کے take up کی ہے اس لئے یہ کوئی illegal نہیں ہے۔ آپ نے اجازت دی تب انہوں نے پڑھ دی ہے۔ اگر شیخ صاحب اجازت مانگتے تو وہ پڑھ لیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ایسی بات ہے تو آپ اس پر بحث رکھ لیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اسے ہم اپنے طور پر check کریں گے اور جہاں کہیں غلط ہو گا اس کو ٹھیک کریں گے۔

سرکاری کارروائی

(---جاری)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

Now, we take up the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 20 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 14-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: Order please. Important matter is going on here and under discussion. The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011,

as passed by the Assembly on 14-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

نولاٹیاصاحب! کیاآپ اسے oppose کرتے ہیں؟

CHAUDHARY EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! The Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill پر honourable گورنر نے آٹھ observations لگائی ہیں اور کہا ہے کہ ان پر حکومت اور honourable House اپنی رائے دے کر بھیجے کہ یہ چیزیں جو آپ کے دائرہ کار میں نہیں آتیں جب تک انہیں اٹھارہویں ترمیم کے ambit کے اوپر نہیں دیکھا جاتا توآپ انہیں take up نہیں کر سکتے تھے۔ان میں سے کافی ساری ایسی ہیں جن پر پہلے بات ہو چکی ہے اور میں صرف اپنی گفتگو کو ان نکات تک محدود رکھوں گا جو اس بل کے اندر، کل والے چودہ بلوں کے اندر نہیں آئے لیکن یہاں آئے ہیں۔ observation No. 5 under article 142 of the

Constitution میں Federal Legislative List کے تین پوائنٹ انہوں نے بتائے ہیں۔آئٹم نمبر 3,32 اور 37 ہیں۔ جو کسی ریاست کے اندرونی معاملات ہیں اور ان کا تعلق کسی ملک کے ساتھ ہو جیسا کہ 1947 کی partition کے بعد جو ہندو اپنی جائیداد یہاں پر چھوڑ کر گئے تھے انہیں کس طرح سے dispose of کیا جائے گا؟اس کے لئے Evacuee Trust Board بھی ہے جسے وفاقی حکومت regulate کرتی ہے جس کے چیئرمین کا تقرر بھی وفاقی حکومت کرتی ہے، بورڈ کے ممبران کا تقرر بھی وفاقی حکومت کرتی ہے اور اس کے خلاف اپیلیں بھی وفاقی حکومت کے پاس ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب سے میرے چھ سوالات ہیں جن کا یہ جواب دے دیں کہ کیا Evacuee Trust Board اور Evacuee Trust کے ادارے پر اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبائی حکومت کا ایک فیصد بھی کنٹرول ہے، کیا اس کے چیئرمین، سیکرٹری، ممبران اور ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر اور اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر میں سے کوئی ایک آفیسر ایسا ہے جس کی تقرری ہماری صوبائی حکومت کرتی ہے، کیا Evacuee Trust Board کی رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش ہوتی ہے یا اس معزز ایوان میں ہوتی ہے؟ میرا چوتھا سوال لاء منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ اس کے disputes کی اپیلیں صوبائی ایگزیکٹوز کے پاس آتی ہیں یا وفاقی حکومت کے کسی وزیر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں؟ یہ specifically بتادیں کہ عملدرآمد کمیشن میں مسلم لیگ(ن) کو پوری نمائندگی حاصل ہے، اس کمیشن کی کوئی رپورٹ ان کے پاس ہے جہاں لکھا ہوا ہو کہ صوبائی اسمبلی The Hindu Disposition of the Property (Amendment) Bill کو خود take up کر کے repeal کرے یا اسے take up کرے یا ترمیم کرے؟

جناب سپیکر!ہمارے لاء منسٹر صاحب پتا نہیں کیوں اٹھارہویں ترمیم کی اصل spirit سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ وہ spirit یہ ہے کہ مکمل consensus کے ساتھ جو 18th amendment کے بعد وفاقی عملدرآمد کمیشن categorically and each & every line explanatory اس کے ساتھ لکھ کر ان کو بھیج دے کہ ان subjects پر آپ legislation کریں۔اس سے پہلے معزز وزیر قانون کو ان پر یہاں legislation پیش نہیں کی جانی چاہئے تھی۔ ہاں اگر لاء منسٹر صاحب کو بہت جلدی ہے تو عملدرآمد کمیشن میں مسلم لیگ(ن) کے ممبران کو یہ کہیں کہ مجھے بہت جلدی ہے اس لئے یہ رپورٹ لکھ کر وہاں سے ہمیں بھیج دیں۔ میرے ان سوالات کا جواب اگر لاء منسٹر صاحب دے دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

(اذان ظہر)

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب سپیکر! proposed Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 پر ایک اعتراض جو لگا یا گیا ہے کہ:

not covered under the article 143 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan

اگر یہ in pinch کرتا ہے Constitutional provisions of the Evacuee Trust Property Management Disposal Act 1975 کے تحت، تو وہ سارا implementation mechanism اور مشینری تو Federal ہے۔ ایک تو میں منسٹر صاحب سے یہ کہوں گی کہ کیا ان کے پاس کوئی alternate ادارہ ہے جو صوبائی سطح پر اس پر عملدرآمد کرا سکے اور اگر وہ ہے یا اس کے through کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے اسے amendment کا حصہ کیوں نہیں بنایا اور اگر نہیں ہے تو یہ Federal اور Provincial Law کی آپس میں conflict ہے، اس کے تحت ہمیں یہ سمجھائیں کہ اس بل پر عملدرآمد کیسے ہوگا؟ تیسرا سب سے بڑا problem یہ ہے کہ devolution اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ بہت زیادہ باریکی کے ساتھ کرنے والے کام ہیں، یہ بہت زیادہ conflicts ہیں اور یہ ایک نہیں بلکہ ڈھیر سارے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اکٹھے ہو کر کام کریں کیونکہ کچھ Laws ہمیں یاد آ جائیں اور کچھ ہمیں یاد بھی نہ آئیں we will dig through the books and the Bills میں یہ چاہ رہی تھی کہ اگر یہ چیزیں resolve نہیں ہوتیں تو ہمیں بتادیں کہ کیا ان دونوں بلوں کا آپس میں conflict ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو alternate body of implementation کیا ہوگی؟ اگر یہ establish ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کمیٹی میں لے جائیں۔ ہم اس بل کے خلاف نہیں ہیں لیکن اُس بل کا کیا فائدہ جو ہمارے لئے embarrassment بن جائے اور جس کی implementation ممکن نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل بھی اس پر بہت اچھی گفتگو ہوتی رہی ہے۔ اس میں دو تین points ایسے ہیں جو کہ تمام بلوں پر objections لگائے ہیں۔ جب قومی اسمبلی کسی بل کو پاس کر دیتی ہے تو کیا صوبوں کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ اس کے اندر کوئی رد عمل کر سکیں؟ اس میں سارا اٹھارہویں

ترمیم کو لیا گیا ہے۔ بالکل بجا ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت تمام محکمے صوبوں کے پاس آ گئے ہیں لیکن کل بھی میں جس چیز پر focus کرتی رہی ہوں کہ ابھی تک بہت ساری چیزیں under process ہیں۔ بہت سارے ایسے ادارے ہیں جنہیں ابھی تک صوبائی حکومت own نہیں کرنا چاہ رہی ہے۔ میں نے کل بھی مثال Crisis Centre for women rehabilitation کی دی تھی اور آپ بھی جانتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے اسے own نہیں کیا۔ بہت سارے ادارے ہیں جن کو وفاق اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اور ان کو کسی دوسرے محکمے میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ بہت سارے issues ہیں اور خاص طور پر ہندو پراپرٹی کی جس طرح بات کی گئی ہے۔ ان کے تو بہت سارے issues ابھی تک settle down ہی نہیں ہوئے اور ان پر ابھی تک کوئی فیصلہ ہی نہیں ہوا۔ ایسے میں صوبائی اسمبلی پنجاب کیسے legislation کر سکتی ہے؟ اس کے لئے جو کمیشن رضا ربانی کے under بنایا گیا ہے وہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ یہ تمام مسائل resolve کئے جائیں۔ یہ بہت باریک بات ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری صوبائی گورنمنٹ وفاقی گورنمنٹ سے بلا وجہ متصادم ہو جائے۔ گورنر صاحب نے اپنے message میں یہ بھی کہا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ سپیکر صاحب فیڈرل گورنمنٹ کو یا اسی کمیشن کو ایک خط لکھ دیتے کہ جو issues ابھی تک resolve نہیں ہوئے، جو ادارے ابھی تک منتقل نہیں ہوئے، جن کے فیصلے ابھی ہونے باقی ہیں ان معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے پھر فیصلہ کیا جاتا اور ایک نیا بل بنا کر اسمبلی میں پیش کیا جاتا۔ اگر اس طریقے سے بغیر سوچے سمجھے صوبائی حکومت اٹل ہو جاتی ہے، ٹھیک ہے کہ حکومت کے پاس اکثریت اور power ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کمیشن کو ہی نہیں مانا جا رہا ہے اور اس process کو ہی قبول نہیں کیا جا رہا ہے؟ کیا وفاق کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کوئی ادارہ اپنے پاس رکھ سکے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ وفاق بہت سارے محکموں کے ادارے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اور بہت سارے ادارے ایسے ہیں جسے صوبہ بھی نہیں لینا چاہتا۔ اگر اس طریقے سے چیزیں ہوں گی تو کیا اس سے ایک جھگڑے کی ابتدا نہیں ہو جائے گی؟ میرا صرف اور صرف نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم اپنی بصارت سے کام لیتے ہوئے اس جھگڑے سے بچیں۔ ہم نے اس جھگڑے سے بچنا ہے یا ایک کھلی جنگ کا آغاز کر دینا ہے؟ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمارے پاس سارے اختیارات آ گئے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کمیشن کو بھی نہ مانا جائے، تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میری رائے ہے کہ اگر table talk کے ذریعے، خط کے ذریعے اور افہام و تفہیم سے بات ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ گورنر صاحب نے بڑی اچھی suggestion دی ہے۔ پھر انہوں نے اپنے message میں یہ بھی کہا ہے کہ اس بل کو لانے کی کوئی

واضح وجوہات نہیں بتائی گئیں کہ اتنی جلدی نافذ کرنے کی کیا وجہ ہے؟اس بل میں میرے بھائی نے جو باتیں کی ہیں اگر آپ دیکھیں کہ ہندو پراپرٹی کے آج تک issues چلے آ رہے ہیں وہ ابھی under discussion ہیں تو کیا بغیر سوچے سمجھے، آج بڑا اچھا ہوا کہ انہوں نے consider کیا ہے اور Select Committee کو بھی بل پیش کر دیا گیا ہے تاکہ مزید نظر ثانی ہو سکے۔ کیا اس کے اوپر نظر ثانی نہیں ہو سکتی؟ میں اس لئے نہیں کہہ رہی ہوں کہ میں اپوزیشن میں ہوں، کم از کم میری ذات ایسی ہے کہ میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہی ہوں کہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ ہمیں سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہئیں کیونکہ اس سے ہماری عوام direct متاثر ہو گی اور آئندہ آنے والے سسٹم میں خرابی پیدا ہو گی۔ ہم نے سسٹم کو اپنی عقل سے بچانا ہے۔ یہ کوئی لڑائی اور ہٹ دھرمی والی بات نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے جو کہہ دیا سو کہہ دیا بلکہ اس کا تعلق براہ راست عوام کی فلاح و بہبود سے ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر legislation کر لیں اور مستقبل کا نہ سوچیں تو آنے والی نسلیں ہمیں کیا کہیں گی؟ وہ ہمیں ہی بُرا بھلا کہیں گی کہ انہوں نے اسمبلیوں میں جا کر یہ کچھ کیا ہے۔ میری آپ سے humble request ہے کہ اگر اس پر نظر ثانی کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کل بھی اس بارے میں معزز ممبران۔۔۔

جناب سپیکر: جو اُن کے ذہن میں ایک ambiguity آ رہی ہے اس کو اچھے طریقے سے دور کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں نے کل بھی بھرپور کوشش کی ہے اور میں اب بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ Implementation Commission جو ہے وہ facilitate کرنے کے لئے بنایا گیا ہے کہ وہ منتقلی کے process کو facilitate کرے۔ Implementation Commission enforcement of جو cannot sit over the powers of this august House Constitution ہے اس پر Implementation Commission نہیں بیٹھ سکتا۔ Enforcement of Constitution کے تحت وہ تمام subjects جو concurrent list میں درج تھے، concurrent list اب omit ہو چکی ہے اور اب ان کو legislate کرنا اس House کی پاور ہے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ وہ اوپر پورا سسٹم ہے، وہ پورا سسٹم نیچے آئے گا اور وہ نیچے کیسے آئے گا جب یہ ایوان ان subjects کو

opt کرلے گا، ان قوانین کو own کرلے گا اور ان کو amend کرلے گا۔ یہ پورے process کو اور اس پورے infrastructure کو حاصل کرنے کی ابتدا ہے۔ اگر ہم اس کو شروع نہیں کریں گے تو پھر next step کیسے اٹھائیں گے؟ یہ جو ہندو پراپرٹی ایکٹ جو اس وقت in hand ہے یہ concurrent list کے ضمن نمبر 6,11 اور 36 پر اتنے واضح درج ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اسے لکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کہ اس میں قطعاً کسی قسم کی کوئی ambiguity رہتی نہیں ہے۔ یہ concurrent list کا حصہ تھے اور concurrent list کے omit ہونے کے بعد under Article 142(c) یہ اس House کا unconditional right ہے کہ ان پر legislation کرے۔

جناب سپیکر: بس، ٹھیک ہے۔

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for the reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 (Bill No. 24 of 2011).Minister for Law!

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Law of Inheritance (2^{nd} Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Law of Inheritance (2^{nd} Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once.

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف اعتراضات پر ایک ایک لفظ کہہ کر اپنی رائے کو لازمی رجسٹرڈ کرانا چاہتا ہوں کہ جو قانون وفاقی حکومت نے نافذ کیا ہے اس پر صوبائی حکومت قانون سازی نہیں کر سکتی۔ صوبائی حکومت کو کسی قانون کے تحت اٹھارہویں ترامیم کے ذریعے جو Departments devolve ہوئے ہیں تو فقط ان کے نام کو تبدیل کر کے انہیں adopt کرنے کی بجائے اس پر قانون سازی کی جانی چاہئے اور جو صوبائی دائرہ کار میں نہ آتے ہوں ان پر صوبہ کو قانون سازی نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو ادارہ قانون بناتا ہے وہی اس میں ترمیم کر سکتا ہے یا اس کو alter کر سکتا ہے۔ عملاً اس کا نفاذ مرکز کے پاس ہے جو کہ practical reality ہے کہ مرکز ان پر کنٹرول رکھتا ہے اور صوبہ اس کی قانون سازی نہیں کر سکتا۔ Implementation Commission کی proper رپورٹ آنے سے پہلے جلد بازی میں یہ قانون سازی کی جارہی ہے جو کہ آئین کے خلاف ہے۔ معزز وزیر قانون صاحب نے ایک بات کی ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ constitutionally وفاقی حکومت صوبائی حکومت کو کوئی حکم جاری نہیں کر سکتی، آئین کے مطابق دونوں separate identity رکھتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ ادارے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت یا قومی اسمبلی کے کسی حکم کے تعمیل کرنے کے پابند نہیں ہیں اور ہماری ایک اپنی آئینی حیثیت ہے لیکن وہاں سے جو محکمے devolve ہوئے ہیں ان محکموں کے

procedure کے تعین کے لئے Implementation Commission بنایا گیا ہے اس کمیشن کے اندر صوبائی حکومت والی پارٹی کے ممبران موجود ہیں ابھی تک وہ کام مکمل نہیں ہوا اور ہم نے ان کا یہ کام یہاں پر شروع کر دیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر نولاٹیا صاحب نے بات کی ہے کہ Implementation Commission جب تک نیچے صوبوں کو یہ devolve نہ کرے تو اس وقت تک اس House کی یہ اتھارٹی نہیں بنتی۔ یہ Article 270-AA کی clause-6 میں یہ بڑا واضح طور پر درج ہے کہ:

> Notwithstanding omission of Concurrent Legislative List by the Constitution (18th Amendment) Act 2010, all laws with respect, to any of the matters enumerated in the said List (including Ordinances, Orders, rules, by-laws, regulations and notifications and other legal instruments having the force of law) in force in Pakistan or any part thereof, or having extra-territorial operation, immediately before the commencement of the Constitution (18th Amendment) Act 2010, shall continue to remain in force until altered, repealed or amended by the competent Authority.

یعنی until altered, repealed کر کے کوئی نیا آئین بنایا جائے جیسے نولاٹیا صاحب کہہ رہے ہیں کہ نئی قانون سازی ہونی چاہئے، or amended یعنی amend کرنے کی بھی سہولت آئین دیتا ہے جو کہ ہم اس وقت کر رہے ہیں۔

> Or amended by the competent Authority and now after the omission of the Concurrent List. The competent Authority to repeal amend these laws is Provincial Assembly under Article-142 sub clause(c).

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں یہ وضاحت فرما دوں کہ اگر معزز وزیر قانون صاحب سمجھتے ہیں کہ اگر clause-6 کے تحت انہیں Implementation Commission کی رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے تو اس میں یہ کیا لینے گئے ہیں اور ان کے ممبران وہاں کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟یعنی آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپ اس پر قانون سازی کریں گے۔

Then what is the cause of the sitting of your members in Implementation Commission.

یہ ایک unanimous قانون سازی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں!ان کو جانے سے یہ روک نہیں سکتے اور ان کے کہنے پر وہ جا نہیں سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نولاٹیا صاحب کی اس بات کا بھی جواب دے دیتا ہوں کہ آگے clause-6 کے بعد clause-7 ہے اور اس کے بعد clause-8 ہے۔ اگر نولاٹیا صاحب میرے ساتھ اس کو ایک دفعہ read فرما لیں وہ clause-6 اپنی جگہ پر ختم ہو گئی اور وہ comprehensive ہے اس نے alter, repeal and amend کا اپنا سارا اختیار competent Authority کو دے دیا ہے۔اب clause-8 ہے. It is independent from clause-6. اب clause-8 کیا کہتی ہے کہ:

On the omission of the Concurrent Legislative List, the process of devolution of the matters mentioned in the said List to the Provinces shall be completed by the 30th day of June, 2011.

یعنی clause-8 یہ کہتی ہے کہ صوبوں کو منتقل کرنے سے متعلق جو معاملات ہیں وہ 30۔جون 2011 تک complete ہوں گے۔اب آگے Implement Commission جو ہے وہ clause-9 میں یہ کہتا ہے کہ:

For the purpose of the devolution process under clause-8

یا تو یہاں پر clause-6 بھی وہ لکھ دیتے۔یہاں پر اگر clause-8 کی جگہ clause-6 بھی لکھ دیتے تو پھر نولاٹیا صاحب کی بات بالکل درست ہوتی لیکن انہوں نے clause-6 کو شامل نہیں کیا کہ اس کے تحت جو اختیار اس competent forum کو حاصل ہو گیا ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اور یہ اپنا کام

صوبائی اسمبلی کر سکتی ہے اس پر کوئی قدغن نہیں ہے لیکن process جس نے 30۔جون 2011 تک مکمل ہونا تھا اس کو regulate کرنے کے لئے clause-9 میں انہوں نے کہا کہ:

For the purposes of the devolution process under clause(8), the Federal Government shall constitute an Implementation Commission as it may deem fit within fifteen days of the commencement of the Constitution (18th Amendment) Act 2010.

تو یہ جو کلاز۔9 میں Implementation Commission بنایا گیا ہے It is for the purposes of clause-8 not clause-6

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! کلاز 8 میں جو باتیں کی گئی ہیں وہ میں وزیر قانون کو بتا دوں On the omission of the Concurrent Legislative List جب اس کو ختم کر دیا جائے گا تو آگے Clause-9 کے اندر ہے کہ 30۔جون 2011 تک Implementation Commission جو ہے وہ اس کو complete کرے گا۔ معزز وزیر قانون صرف یہ بتا دیں کہ اگر کسی کام کے کرنے کے لئے ایک تاریخ fix کر دی جائے۔ جس طرح میں آپ کو ایک مثال پی ایچ اے بل کے بارے میں دینا چاہتا ہوں۔ جب تک اسمبلی کے اندر قانون سازی نہیں ہوتی اس وقت تک public money کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ پندرہ سال سے پی ایچ اے بل پاس ہوئے بغیر زیر التواء ہے اور اربوں روپے میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے اس وقت سے لے کر آج تک پندرہ بیس سالوں سے پیسے استعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ آئین یہ کہتا ہے کہ کوئی public money استعمال نہیں کی جا سکتی جب تک اس پر قانون سازی نہ ہو جائے۔ بیس سال بعد ہمارے معزز وزیر قانون اس بل کو House کے اندر لے کر آئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک date fix کر دی جاتی ہے کہ اس دن تک کام کر دینا چاہئے، اب ممکن ہے کہ یہ کام کرنے میں تاخیر اس لئے ہوئی ہو کہ مسلم لیگ (ن) یا کسی پارٹی کے ممبران بر وقت نہ آئے ہوں جس کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا ہو۔ ایک مہینہ بعد اگر یہ legislation آ جاتی، Implementation Commission کی رپورٹ آنے کے بعد اگر یہ قانون سازی ہو جاتی تو کون سی قیامت آنے والی تھی؟ اس کمیٹی میں آپ کی نمائندگی ہے اور جس کمیٹی کو consensus کے ساتھ Parliament نے unanimously بل پاس کر کے کہا ہو کہ:

Now, procedural things would be finalized by this Implementation Commission. Thank you. Mr Speaker!

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ 30۔جون 2011 کی تاریخ کمیشن نے دے دی، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کمیشن 30۔جون کے بعد کام نہیں کر سکتا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ clear cut اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔کیا یہ تصادم کی سی صورت نہیں ہو گی؟ اس بات کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ ایک تاریخ پر اٹل رہنا ہے، افہام و تفہیم کا عنصر قانون میں سے بالکل غائب ہو گیا ہے اور اس کی بنیاد پر ایک ایسا عمل کیا جائے جس کی وجہ سے ایک جھگڑے کی بنیاد بھی رکھی جا سکتی ہے، اس سے جھگڑا بھی ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے زیادہ خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جب حقوق کی بات آتی ہے تو جھگڑے بھی ہو جاتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کیا کرتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم serious ہی نہیں ہیں، پھر ہم سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for the reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move

> "That the message of the Governor in respect of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion move is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب معزز وزیر قانون ادھر ہمارے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: ماضی کو بھول جائیں مستقبل کی بات کریں، مستقبل کو bright کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہی دلیلیں دیا کرتے تھے اور ہم نے انہی سے سیکھا ہے کہ جب تک مکمل تفصیلی بحث نہ ہو جائے اس وقت تک legislation نہیں کرنی چاہئے اور سیف الدین سیف کا مجھے یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا تیرا ہمسفر کہاں ہے

جناب سپیکر: آپ بولیں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کچھ بولنے کا یا بات کرنے کا کوئی فائدہ ہو رہا ہو تو ہم بات بھی کریں اور debate بھی کریں۔۔۔

جناب سپیکر: قانون قاعدے کے اندر آپ بھی بولیں۔ اگر آپ مجھے convince کریں گی تو میں آپ کی بات سنوں گا پھر میں نے question put کرنا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی کسی بات میں مداخلت کی ہے؟ آپ بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: نہیں۔

جناب سپیکر: میں نے مداخلت نہیں کی ہے لیکن جب question put کیا گیا ہے تو رانا صاحب نے جواب دیا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں ان کو مخاطب ہوں، میں یہ گستاخی نہیں کر سکتی کہ میں آپ کو اس طرح سے کہوں Chair کو مخاطب کر کے کہنا ان کو ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم تو کل سے قوالی کر رہے ہیں کہ خدارا ہماری باتوں کو understand کر لیں اور گورنر کا جو message ہے اس کو بار بار پڑھ کر بھی سنا رہے ہیں اور اس پر debate بھی کر رہے ہیں۔ بات تو صرف اتنی سی ہے اگر سمجھ میں آ جائے۔ اگر بات سمجھ میں آ جاتی ہے تو اس کے اوپر ضرور عمل کریں گے اور اس سے کچھ فائدہ ہی ہو گا۔ میرا نہیں خیال کہ اتنی دیر سے نولاٹیا صاحب بھی بات کر رہے ہیں، میں بھی سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں

کہ گورنر صاحب نے اپنے message میں جو ایک detail بنا کر بھیجی ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت اچھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بہن، میری بہن آپ اس کو دیکھیں انہوں نے message تو ضرور دیا ہے لیکن اس میں انہوں نے amendment کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ میں اس کو کیسے کروں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو بنیادی چیزیں ہیں ایک متصادم قانون سازی ہونے جا رہی ہے پہلے ہی پارلیمنٹ نے اسے پاس کر دیا ہے اگر اب صوبائی اسمبلیاں کر بھی لیتی ہیں تو یہ بے اثر ہے۔ اگر کوئی بھی ایسا قانون بنتا ہے جو وفاقی حکومت کے قانون سے متصادم ہے تو پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ یہی بات گورنر صاحب نے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ہمیں کسی بھی بے معنی قانون سازی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ ان کے پاس اختیارات ہیں یہ اکثریت میں ہیں یہ کر سکتے ہیں۔ شکریہ

MR SPEAKER: I think it is not repugnant to Islam.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ چاروں صوبوں کی ایک بہت لمبی struggle اور جدوجہد تھی کہ Concurrent List ختم کر دی جائے، Concurrent List صوبائی اسمبلیوں اور Federal Legislative پارلیمنٹ کے اختیار کا تعین کرتی ہے۔ اب Concurrent List omit ہو چکی ہے اس کے ضمن نمبر 25 پر بہت ہی واضح طور پر Population Planning and Social Welfare درج ہے اور یہ ایکٹ سوشل ویلفیئر سے متعلق ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ جب گورنر صاحب نے یہ message بھیجا تھا تو وہ Federal Legislative List جس کے part-1 میں 59 اور part-II میں تقریباً 18 subjects درج ہیں وہ یہ فرماتے کہ Concurrent List تو omit ہو گئی لیکن اب اس کا تعلق Federal List میں درج فلاں subject سے ہے لیکن وہ بھی اس بات کو indicate نہیں کر سکے اور میرے بھائی بھی اس قسم کی کوئی چیز indicate نہیں کر سکے۔ اس کا Concurrent List کے ضمن نمبر 25 پر اندراج تھا جو کہ omit ہو چکی ہے. and Now, there is no mention of it in Federal Legislative list.

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے کبھی بھی Concurrent List کا لکھ کر message نہیں دیا کہ ہم نے ختم نہیں کی، یہ تو صاف سی بات ہے کہ وہ ختم ہو گئی ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ وہ ختم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: بس تسلیم کر لیا ہے ناں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بات procedure کی ہے my objection is procedural کہ آپ کو کیا جلدی ہے کہ آپ Implementation Commission کی رپورٹ کا بھی انتظار نہیں کرنا چاہتے۔ہم نے Concurrent List کا کب اعتراض لگایا ہے، ہم نے کب کہا ہے کہ Concurrent List exist کرتی ہے؟

جناب سپیکر: It means admit it کہ this House is authority میرے خیال میں اب let us proceed further.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and retuned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 (Bill No 32 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned

by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب! you have opposed it

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ آئین سے متصادم ہے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس میں کچھ کہنا چاہئیں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے amendments پر تو بہت بحث کی تھی، بات بھی کی تھی اور گورنر صاحب نے جو message بھیجا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ قانون سازی آئین کی روح کے ہی خلاف ہے۔ ابھی تک ایک چیز settle down ہی نہیں ہوئی، ابھی تک اس پر کمیشن میں فیصلے جاری ہیں اور یہاں اس پر قانون سازی ہو رہی ہے۔ بہت ہی اچھا ہوتا کہ یہ اپنا ایک نیا بل لاتے جو پہلے سے بل میں موجود چیزوں اور ادارے under discussion ہیں ان سے متصادم نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: دونوں طرف کو ساری باتوں کی سمجھ ہے، آپ ویسے ہی مجھے تھوڑا تھوڑا کر رہے ہیں، چلو آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی وضاحت سے عرض کیا ہے کہ یہ آئین کا تقاضا ہے کہ Concurrent List کے omit ہونے کے بعد تمام

subjects کو opt Provincial Assemblies کریں، فیڈرل کے بنائے ہوئے جو موجودہ laws ہیں انہیں amend کریں، repeal کریں، نئی قانون سازی لائیں یا ان کو alter کریں اور اس کا اختیار آئین کے آرٹیکل 270AA(6) میں درج ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment)Bill 2011 as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution,

be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی آئین سے متصادم ہے اور میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مرزا غالب کا ایک شعر ہے کہ:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

تو میرے خیال میں حکومت پنجاب اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب اس پر عمل پیرا ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی لفظ "مطابق" کو "متصادم" پڑھ رہے ہیں۔ اب میں اس میں اور زیادہ تبصرہ کیا کر سکتا ہوں؟ یہ قانون بالکل آئین کے مطابق ہے، یہ صوبے اور اس معزز House کا حق ہے اور اس کے پیچھے سال ہا سال کی struggle موجود ہے کہ Concurrent List omit ہو اور یہ subjects اس اسمبلی کو devolve ہوں تاکہ اسمبلی ان کے حوالے سے قانون سازی کرے اور صوبے کی executive ان subjects پر لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011,

as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsidered of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011 (Bill No.39 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں آتی اس لئے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Act, Concurrent List کے ضمن نمبر 26 پر درج تھا اور اب یہ Federal Legislation List میں mention نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر 26 پر درج تھا، Concurrent List کے omit ہونے کے بعد Under Article-142(c) یہ معزز ایوان اس پر قانون سازی کرنے کا اختیار رکھتا ہے کیونکہ There is no mention of this in the Federal Legislative List now.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر26اور30پر درج تھا اور

After the omission of the Concurrent List under 18th Amendment, now, there is no mention of it in Federal Legislative List.

یہ اب صوبائی اسمبلی کا اختیار ہے اور یہ معزز ایوان اس پر قانون سازی کر سکتا ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the

Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر 21 کے اوپر درج تھا۔

After the omission of the Concurrent List, since there is no mention of it in Federal Legislative List thus it is a subject to be legislated in the Provincial Assembly of the Punjab.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as

> passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں آتی اس کے لئے proper طریق کار بھی adopt نہیں کیا جارہا اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس subject کا ذکر Concurrent List کے ضمن نمبر 33 پر تھا اور

Concurrent list has been omitted by the 18th Amendment and after that there is no mention of the subject in the Federal Legislative List.

جن subjects کا Federal Legislature List میں ذکر نہیں ہے اس لئے are all covered to be legislated in the Provincial Assembly.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین ومقرریداران پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے باقی جو بل واپس کئے تھے، ان میں گورنر صاحب کی جو objection تھی کہ یہ صوبہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے جن سے حکومت پنجاب نے یا حکومتی بنچوں نے اتفاق نہیں کیا۔ان کا یہ مؤقف تھا کہ یہ حکومت پنجاب ہی کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اس لئے وہ اس پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔اس بل کے اندر تو گورنر صاحب نے ایسی کوئی objection نہیں کی ہے۔اس بل کے اندر جو کام ہوا ہے اس پر گورنر صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ یہ کام کیسے بہتر ہو سکتا تھا۔گورنر صاحب نے اس پر ایک observation لگائی ہے کہ زمین کو identify نہیں کیا گیا کہ کون سی زمین ہے جو اس کے اندر ہو گی۔اس کے بعد گورنر صاحب نے پھر اس پر یہ objection لگائی ہے کہ ہم یہ کس طرح ثابت کریں گے کہ 1887 سے بیس سال پہلے تک جو direct descendents ہیں وہ انہی کی نسل چل رہی ہے۔اس پر گورنر صاحب نے سپریم کورٹ کے فیصلے کا ذکر کیا ہے۔سپریم کورٹ آف پاکستان کے قزلباش وقف کیس کا فیصلہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

> He has clearly declared that no land or interest thereon be acquired or taken over without payment of compensation or consequently the law having been so declared by the Apex Court is binding under Article 189 & 190 of the Constitution of the Islamic Republic of the Pakistan. More so when the statues were rendered void there is also a consonance with this Article 24 of the Constitution and being a fundamental right the enactment would be void in terms of Article 8 of the Constitution. Hence such law cannot be made.

گورنر صاحب نے آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کا حوالہ دیا ہے کہ ان کے مطابق آپ کسی کی پراپرٹی کو زبردستی نہیں لے سکتے، آئین کسی بھی شہری کے پراپرٹی کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ میرے خیال میں گورنر صاحب نے یہ بڑی valid observations لگا کر بھیجی ہیں۔ میں تو پہلے بھی اس پر یقین رکھتا ہوں اور کل بھی یہ بات کی تھی۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں معلوم کہ Law statutory کیا ہے۔اس کے متعلق لاء منسٹر بتائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تو کل بھی بار بار کہا ہے کہ جس وقت ایک بل ہمیں گورنر صاحب نے واپس بھیجا ہے تو اس کو consider کرنے کا ایک طریق کار ہے جو ہمارے Rules of Procedure میں دیا گیا ہے۔ ہم ان steps کو follow کرتے ہوئے اگر بل کو دوبارہ consider کر کے دوبارہ پاس کرائیں گے تو بہتر ہے۔ ہم جب دوبارہ پاس کر لیں گے تو پھر چاہے گورنر صاحب دستخط نہ بھی کریں تو وہ Act دس دن کے اندر valid ہو جائے گا۔ اسی طرح میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے rules جس طرح کہتے ہیں اگر انہی کے مطابق اس کو Standing Committee کو بھیج دیں جس طرح سپریم کورٹ کے فیصلے اور آئین کے جن articles کا حوالہ گورنر صاحب نے دیا ہے جو کسی شہری کی پراپرٹی کے دفاع کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اگر ہم ان کو consider کر لیں گے تو شاید ہم اس Law کو بہتر بنا سکیں۔ اس میں ایسی کوئی چیز گورنر صاحب نے نہیں لکھی۔ اگر سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے تو پھر بھی حکومت پنجاب کا محکمہ قانون سپریم کورٹ کے فیصلے کو دیکھ سکتا ہے۔ انہوں نے آئین کے شقوں کی بات کی ہے تو آئین کی کتاب ہمیں سب کو مل جائے گی کہ آئین کی شقیں جو پراپرٹی کے حقوق کو safeguard

کرتی ہیں وہ بھی بڑی واضح ہیں۔ گورنر صاحب کی observation آئینی اور قانونی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس کو ہم صحیح طریقے سے consider کرتے ہوئے دیکھ لیں اور اس میں جو بہتری لا سکتے ہیں وہ لے آئیں تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہو گا۔ اس قانون میں ایسا کوئی objection نہیں ہے جیسے گورنر صاحب نے دوسرے قوانین میں لگایا ہے کہ یہ وفاق یا صوبہ کے دائرہ اختیار میں ہے بلکہ یہ clear صوبہ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے لہذا ہم اس کو reconsider کر لیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس Bill پر جب ہم نے amendments دی تھیں تو اُس وقت ہم نے واضح طور پر یہی باتیں کی تھیں جو گورنر صاحب نے message میں کہا ہے۔ اس وقت اس پر کافی debate ہوئی ہے۔ جیسے میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ہماری اپنی اسمبلی سے متعلق قانون ہے۔ اگر اسے reconsider کر لیا جائے گا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میرا اس پر focus بھی یہی ہے اور لغاری صاحب کی بات کو second بھی کرتی ہوں۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب تھک گئے مگر وہ ہماری بات کو understand کر لیں اور اس message کو پڑھ لیں تو انہیں sure ہو جائے گا کیونکہ یہ direct صوبہ کے اختیار کی بات ہے۔ اگر وہ اسے reconsider کر لیں گے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کوئی حرج والی بات ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اعتراض لگا کر جو message بھیجا ہے اس کا basic theme یہ ہے کہ یہ مزارعین کسی کی پراپرٹی یا زمین پر قابض ہیں تو ان کو پراپرٹی حقوق نہیں دیئے جا سکتے۔ انہوں نے specifically آئین کے آرٹیکل 24 کو refer کیا ہے اور آئین کا آرٹیکل 24 یہ کہتا ہے کہ No person shall be deprived of his property in accordance with Law یعنی کسی بھی شخص کو اس کی پراپرٹی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اس Bill سے لاکھوں بے گھر بے زمین مزارعین جو کم از کم اپنی پچھلی دو نسلوں سے زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعات پر قابض تھے اور ان کا بڑا ہی دیرینہ مطالبہ تھا کہ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ اس Bill کے ذریعے سے ان لاکھوں لوگوں پر اس معزز ایوان نے مہربانی کرتے ہوئے اپنی زمین کا مالک بنایا ہے۔ یہی issue سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی discuss ہوا اور اس کے بعد میں محسن لغاری صاحب کو بھی appreciate کروں گا کہ انہوں نے بھی اس issue کو اٹھایا تھا۔ لغاری صاحب

نے کہا کہ موروثی مزارعین کی definition کو define کر دیا جائے اور define کرنے سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ لغاری صاحب کی اس amendment کو حکومت نے concede کرتے ہوئے ان کی تجویز کے مطابق موروثی مزارعین کو define کر دیا۔ اب define کرنے کے بعد اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ کسی شخص کو اس کی زمین سے deprive کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 (Bill No. 45 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 28-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 28-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

MRS AMNA ULFAT: I oppose.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! اپنے arguments پیش کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت یہ original Bill آیا تھا اس وقت ہم argue کر چکے ہیں مگر اب پھر سے یہ arguments repeat ہوں گے۔ یہاں پر میرے دوست ممبران بیٹھے ہیں میں اُن کی خدمت میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کے خدشات سے سب آگاہ ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں پھر سے ایک دفعہ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ضلعی حکومتوں کے الیکشن نہ کروا کر ان اداروں کو suspend رکھنا آئین کی بڑی واضح خلاف ورزی ہے۔ آئین کا آرٹیکل 7 کہتا ہے کہ:

"The State" means the Federal Government, 1[Majlis-e-Shoora (Parliament)], a Provincial Government, a Provincial Assembly, and such local or other authorities in Pakistan as are by law empowered to impose any tax or cess.

لہذا ضلعی حکومتیں State کا حصہ ہیں یعنی ان کے بغیر ریاستِ پاکستان نامکمل ہے۔ اسی آئین کا آرٹیکل 32 کہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو encourage کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ توencourageکرنے کے لئے آپ سےoptionمانگ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! الیکشن نہ کروانا ان کوencourageکرنا نہیں ہے۔اس کے بعد آئین کا آرٹیکل(A)140کہتا ہے کہ:

140(A) Each Province shall, by Law, establish a Local Government System and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the Local Governments.

آئین بار بار یہ کہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرانے ہیں اور ان اداروں کوempowerکرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس نے کرانے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں اور آپ بحث نہ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔Chairصرف اور صرف ہماری استدعا سن لے بجائے اس کے کہ گورنمنٹ کا حصہ بن کر ہمیں جواب دینا شروع کر دے تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔حکومت پنجاب نے اس بل کے ساتھ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہ کرانے کے لئے مہلت مانگی ہے اور اسےextendکیا ہے۔پہلے ایک دفعہ ہم نے پچھلے سال فروری میں چھ ماہ کی مہلت لی تھی جو کہ اگست میں ختم ہو گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: فراخ دلی کا مظاہرہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگست سے لے کر اکتوبر تک کا وقت آئینی طور پر کسی طریقے سے بھیcoveredنہیں ہے۔اکتوبر2010میں آپ نے ایک سال کی مہلت لی جو کہ پچھلے سال اکتوبر میں ختم ہو گئی۔پھر آپ نے اس پر کچھ نہیں کیا اور پھر آپ نے ایک نئیextensionمانگی کہ ہمیں مزید دن چاہئیں اور180دن کی اور توسیع مانگی۔گورنر صاحب نے یہ چیز آپ اور اس اسمبلی پر واضح کی ہے کہ یہ آئین کے منافی ہے۔اس کے بعد گورنر صاحب نے گریڈ بیس کے آفیسر کی شرط ہٹا دینا اور جونئیر افسروں کو لگانے پر اعتراض کرتے ہوئے اسے نامناسب کہا ہے۔اگر ہم آگے چلیں تو اے سی آر لکھنے کی ڈی سی او کی بات جو کہ ضلع ناظم نے لکھنی تھی، اسے بھی ہم نے ہٹا دیا ہے اور ایک منتخب آدمی کا اختیار ہم نے ختم کر دیا ہے جس پر گورنر صاحب نے اعتراض لگایا ہے۔ایک اور اعتراض گورنر صاحب

نے یہ بھی لگایا ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی بنا کر آپ کو جو کہ elected body کا اختیار تھا ایک ضلع اور تحصیل کے اندر ان کے اکاؤنٹس دیکھنے کا طریق کار تھا، اسے بھی ضلع کے اندر سے لے لیا ہے اور آپ نے اس کے اندر install کر دیا ہے چونکہ گورنر صاحب وکیل ہیں اور میں تو وکیل نہیں ہوں اور سپریم کورٹ کے ججز کے فیصلے تو ان کی finger tips پر ہوتے ہیں اور انہوں نے پھر سے سپریم کورٹ کی judgement pronounced on 07-10-2011 کا ایک پیراگراف quote کیا ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں کہ:

> It is imperative to remind ourselves particulary those who are under Oath, "to defend and protect" the Constitution that in terms of Article 5(2), "obedience to Constitution and law is the [inviolable] obligation of every citizen wherever he may be and of every other person for the time being with Pakistan." A Constitutional provision which is time bound is always mandatory unless the context otherwise provides so. The provisions of Article 254 of the Constitution i.e. "failure to comply with requirement as to time does not render an act invalid" are not intended to condone non-compliance of a mandatory and time bond provision, rather are meant to save the action taken belatedly.

اس کے بعد اسی judgement کے اگلے پیراگراف میں گورنر صاحب quote کرتے ہیں کہ:

Society is grow nation progress by strict adherence to rule of Law.

اور اس کے بعد جب ہم دیکھتے ہیں تو مجھے ابھی وہ exact یاد نہیں اور اس وقت میں نے آپ کو یاد کرایا تھا کہ آپ کے ضلع ناظم سے متعلق عدالت کا ایک فیصلہ تھا وہ ضلع ناظم آپ کے اپنے عزیز تھے پچھلے دور حکومت میں صوبائی حکومت نے جب ان کے ساتھ کچھ معاملات میں صحیح سلوک نہیں کیا تھا تو عدالت نے انہیں ریلیف دیتے ہوئے کہا تھا کہ صوبائی حکومت صوبائی معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ اسی طرح خواجہ احمد حسان مسلم لیگ (ن) کے لاہور کے ایک ٹاؤن ناظم تھے، ان کے ساتھ جب صوبائی حکومت نے معاملات میں صحیح برتاؤ نہ کیا تو عدالت نے وہاں بھی یہ کہا تھا کہ لوکل گورنمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تو کوئی الٹا کام کرتے نہیں ہیں، آپ نے تو کبھی الٹا کام نہیں کیا ناں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: انہیں بھی عدالت نے یہ کہا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے معاملات میں صوبائی حکومت دخل اندازی نہ کرے۔ عدالت نے بار بار کہا اور لوکل گورنمنٹس کی independence کو قائم رکھنے کے لئے بار بار فیصلے کئے ہیں۔ یہ آئین کے آرٹیکل 189 پھر کہتا ہے کہ:

189. Any decision of the Supreme Court shall, to the extent it decides a question of law or is based upon or enumicates a principle of Law be binded on all other courts of Pakistan.

اگر سپریم کورٹ یہ کہتی ہے کہ یہ کرو تو پھر باقی ساری عدالتوں پر بھی binding ہے اور اس حوالے سے آرٹیکل 190 of the Constitution کہتا ہے کہ:

190. All executive and judicial authorities throughout Pakistan shall act in aid of the Supreme Court.

تو سپریم کورٹ اور آئین نے بار بار کہا ہے کہ لوکل گورنمنٹس کو خدارا پھلنے پھولنے دو اور انہیں encourage ہونے دو، ان کے پاس اختیارات آنے دو لیکن ہم ان کا گلہ گھونٹ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں۔ ہم نے ان کے الیکشن کروا کر لوگوں کو نچلی سطح پر اختیارات دینے ہیں اور لوگوں کو نچلی سطح پر اپنے فیصلے خود کرنے کا اختیار دینا ہے۔ ہم تو پہلے بھی یہ کہتے رہے ہیں اور میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے جبکہ گورنر صاحب بھی میرے نقطہ کے ساتھ متفق ہیں اور انہوں نے اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے یہ بل واپس اسمبلی بھیجا ہے کہ خدارا اسے reconsider کر لیں کیوں آئین کی روح کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو کیونکہ آئین کی روح یہ ہے کہ اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کیا جائے۔ وفاقی حکومت سے اختیارات صوبے کے پاس منتقل ہوئے اور یہی بحث مستقل لاء منسٹر صاحب ہمارے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ اب ہم اٹھارہویں ترمیم سے با اختیار ہو گئے ہیں اور ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ خدارا اپنے سے نیچے والوں کے اختیارات کو یوں سلب نہ کریں، ان پر قبضہ نہ کریں اور ان پر قابض نہ ہوں۔ گورنر صاحب نے یہی observation لگا کر بھیجی ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اسے properly reconsider کریں۔ یہ آپ نے جو procedure بنا دیا ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود غلط ہے کیونکہ rules کو amend کرنے کا rule 19 chapter کے اندر موجود ہے جسے آپ نے

follow نہیں کیا اور آپ نے ایک حکم کے ذریعے صادر کر دیا کہ rule 235 مجھے اس کی اجازت دیتا ہے۔ وہ وہاں پر اجازت دیتا ہے جہاں پر کوئی چیز defined نہ ہو۔ یہ عمل defined ہے اور بل کو consider کرنے کا عمل define ہے، rules کو amend کرنے کا پورا chapter موجود ہے۔ آپ نے ان دونوں کو ہٹا کر یہ کر دیا خدارا اس بل کو دوبارہ ایک دفعہ consider کریں اور لوکل گورنمنٹ کے الیکشن اور لوکل گورنمنٹ کے معاملات کے اندر ہونے والی دخل اندازی پر غور کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی دفعہ یہ چیز دیکھنے میں آرہی ہے کہ منتخب حکومت کا روّیہ آمرانہ ہے، منتخب حکومت ان فورسز کو زیادہ طاقتور کر رہی ہے جنہیں عوامی نمائندوں کے ماتحت ہونے چاہیئں اور پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ جب میرٹ کی دھجیاں اس انداز سے اڑائی جائیں کہ اسے آئین کا حصہ بنا دیا جائے اور protection دے دی جائے تو یہ سیدھی سیدھی سمجھ میں آنے والی بے انصافی ہے۔ جو آئین کہتا ہے، جو چیف جسٹس صاحب کہہ رہے ہیں، جو بات ہم یہاں پر کہتے رہے ہیں، میڈیا کہہ رہا ہے، این جی اوز کہہ رہی ہیں اور سول سوسائٹی کہہ رہی ہے۔ وہی بات گورنر صاحب نے بھی objections لگا کر اپنے message میں یہاں پر بھیج دی۔ آپ ایک senior most person ہیں، میں میرٹ کے حوالے سے بات کرتی ہوں جو سیدھی سی سمجھ میں آنے والی ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ کے ایک junior person کو آپ کا head بنا دیا جائے اور آپ سے یہ کہا جائے کہ آپ اس کو جوابدہ ہیں۔ آپ استعفیٰ دینا پسند کر لیں گے، آپ اپنی جاب چھوڑ جانا پسند کر لیں گے اور آپ اپنا loss برداشت کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ تو 1970 میں پہنچ گئی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بات کو سنجیدگی سے لیا جائے کیونکہ میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں۔ میں قطعاً کوئی point scoring نہیں کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، آپ ٹھیک بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری سمجھ میں جو چیز آرہی ہے میں وہ بتا رہی ہوں۔ خدارا اس کو یہ نہ سمجھئے کہ میں شاید تنقید برائے تنقید کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اپنا یہ وتیرہ رکھا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کل کو مجھ سے کوئی junior جس نے مجھ سے سیکھا ہو وہ میرے اوپر تعینات کر دیا جائے تو میں کتنی hurt ہو جاؤں گی؟ جب ہم انصاف کی بات کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں انصاف نہیں ہے تو وہ یہی باتیں ہیں۔ جب اسے ایک آئینی تحفظ حاصل ہو جائے گا اور ہم یہاں بیٹھ کر اس قسم کے فیصلے کر لیں گے۔ ایسا ہو رہا ہے کہ 18 گریڈ آفیسر کے سامنے 22 گریڈ کے آفیسر جوابدہ ہیں۔ اس وقت یہ ہو رہا ہے۔ پھر ہم کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم انصاف کے علمبردار ہیں اور پھر کس منہ سے ہم میرٹ کی بات کرتے ہیں؟ کم از کم حکومت پنجاب اور ان کے سرکردہ لیڈروں کو یہ بات ضرور سمجھ میں آنی چاہئے کہ یہ صرف ان کی انا یا ان کی گورنمنٹ کا سوال نہیں ہے۔ یہ ایک وتیرہ بن جائے گا، یہ ایک طریقہ کی ابتدا ہو جائے گی اور اس اسمبلی سے بے انصافی شروع ہو جائے گی۔ جب legislative authorities غلطیاں کریں گی اور ایسی غلطیاں کریں گی تو پھر ہم کس منہ سے دوسروں کو کہہ سکیں گے کہ میرٹ پر فیصلے نہیں ہو رہے ہیں؟ یہ ناانصافی کو legal شکل دینے والی بات ہے۔ جب ہم میرٹ کی بات کرتے ہیں تو ہم میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے لئے اس کو legal شکل دے رہے ہیں۔

جناب والا! گورنر صاحب نے جو messages بھیجے ہیں ہم نے ان پر چار سال گزار دیئے۔ ذرا سوچئے! چار سال سے حکومت پنجاب نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن لٹکائے ہوئے ہیں اور اب تو tenure بھی ختم ہونے والا ہے۔ ہم نے مارچ میں سینیٹ کا الیکشن لڑنا ہے، ابھی 180 دن مزید مانگے گئے ہیں اور 180 دن بھی confirm نہیں ہیں بلکہ اس میں بھی لچک ہے کہ اس کو بھی دیکھا جائے گا۔ پھر اس کے بعد جنرل الیکشن ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ ہماری قوم اس بات کی متحمل ہے کہ وہ سال میں تین تین الیکشن کرائے، لوگ صرف ووٹ ہی ڈالنے جاتے رہیں گے، الیکشن campaign ہی چلاتے رہیں گے اور سیاستدانوں کی تقریریں ہی سنتے رہیں گے، اگر ان کے کئے ہوئے وعدے پر اعتبار کر لیا جائے تو اس سال میں لوکل گورنمنٹ کا بھی الیکشن ہے۔ اگر اعتبار کیا جائے تو اگر اعتبار نہ کیا جائے تو پھر ٹھیک ہے، سینیٹ کا الیکشن ہے اور پھر جنرل الیکشن کی تیاریاں بھی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایک منتخب حکومت نے جمہوریت میں رہتے ہوئے آمریت کو فروغ دیا ہے اور اس کا تمام تر کریڈٹ خادم اعلیٰ اور

ان کی ٹیم کو جاتا ہے۔ یہ ہسٹری ہے جو مورخ لکھے گا۔ بخدا جب یہ اسمبلی بنی تھی تو میں یہ سمجھتی تھی کہ بہت زبردست کام ہوں گے ہم اپوزیشن میں کام کریں گے کیونکہ اپوزیشن میں ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم لوٹے بن کر وہاں پر اپنے مفادات لینے چلے جائیں۔ میں اپوزیشن بنچوں پر رہ کر کام کر سکتی ہوں، میں یہاں پر لوگوں کے مسائل اجاگر کر سکتی ہوں اور میں نے اپنا یہ فرض نبھایا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے جو باتیں مجھے سمجھ میں آئیں وہ میں نے گوش گزار کر دیں اس نیت کے ساتھ کہ شاید میری ان باتوں پر عمل ہو سکے جو میں سن کر آ رہی ہوں، جو میڈیا کہہ رہا ہے اور عوام کہہ رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے یہی روّیے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب میری بات کو سن ہی نہیں رہے بلکہ ہنس رہے ہیں۔ انہیں اسی طرح ہنسنا چاہئے کیونکہ ان کے روّیے یہی ہیں۔ آج یہ ہنس لیں کل کو دنیا آپ پر ہنسے گی، کل کو میڈیا آپ کا تمسخر اڑائے گا اور آنے والی نسلیں بھی۔ جس قسم کی غلطیاں اس وقت پنجاب حکومت کر رہی ہے اس کا خمیازہ اس شکل میں یہ بھگتیں گے کہ بچے اور قوم ان پر ہنسے گی۔ اس اسمبلی کو کسی تھیٹر کی طرح سے مت سمجھیں، یہ مقدس ایوان ہے اور یہ سنجیدگی سے legislation کرنے والی جگہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس وقت سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں اور مسائل پر بات کر رہی ہوں۔ میرا مقصد کسی کو degrade کرنا نہیں ہے بلکہ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کی بات سنوں گا اُن کی نہیں سنوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری استدعا صرف یہ ہے کہ میرے الفاظ آج ریکارڈ پر آ جائیں۔ کم از کم یہ قوم گواہ رہے گی کہ آمنہ الفت نے غلط بات پر کسی کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

MR SPEAKER: good.

محترمہ آمنہ الفت: میں زور لگا کر بول سکتی ہوں، میں debate کر سکتی ہوں۔ میں بتا سکتی ہوں، بتانا میرا حق ہے اور یہ حق مجھ سے چھینا نہیں جا سکتا بے شک یہ مجھ پر ہنس لیں۔

جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پھر request کروں گی کہ ہم نے جمہوریت کا جو پودا لگایا ہے اسے پھلنے پھولنے کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بالکل اس کو پروان چڑھائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کل طے ہوا تھا کہ جعلی دوائیوں والے مسئلے پر بات ہو گی اور جعلی ادویات سے جو بندے مر رہے ہیں اس پر بریفنگ دی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ دونوں اپوزیشن لیڈرز بھی یہاں موجود ہیں ان کو بلا لیا جائے اور ہم بریفنگ سن لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: دونوں اپوزیشن لیڈرز کون؟ نولاٹیا صاحب! آپ جلدی جلدی اس پر بات کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ وہی بل ہے جس پر آپ نے 15 منٹ House کو نہیں چلنے دیا تھا کہ کہیں اس ممبر کو بولنے نہ دیا جائے۔ اتفاقاً وہی بل آج پھر آگیا ہے اور آج میں اپنی مرضی سے پوری بات کروں گا۔

جناب سپیکر: House کا وقت آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو ہمیشہ Rules اور Procedure کا پابند ہونا چاہئے۔ Democracy کی spirit یہ ہے کہ چیف ایگزیکٹو کو کسی نہ کسی قانون اور ضابطے کا پابند بنایا جانا چاہئے۔ جن کو ہم آمر کہتے رہے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ 20 گریڈ کے ڈی سی او کی posting کی جانی چاہئے۔

کورم کی نشاندہی

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جا رہے ہیں اور میں نے ساری بات ان کے لئے کرنا تھی۔ پہلے کورم پورا کر لیں پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے۔ کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011

(---جاری)

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں The Punjab Local Government Bill 2011. پر بات کر رہا تھا کہ ترمیم کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کبھی ہم نے ان بنچز پر بھی آنا ہے۔ Rules of Business Punjab Government کے اندر بتایا گیا ہے کہ بیوروکریسی کی، transfer, posting, promotion. کے rules and instruction بھی ہیں تو ان کو follow کیا جانا چاہئے اور ان کو follow کرنے کے لئے جس طرح سے چیف سیکرٹری پابند ہے، جس طرح سے ایک کمشنر اور ایک ڈی سی او پابند ہے اسی طرح معزز چیف منسٹر کو بھی ان rules کو follow کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جھگڑا یہ ہے کہ کسی ایک فرد کو oblige کرنے کے لئے House کے اندر legislation پیش کر دی جاتی ہے۔ ہمارے قائد ایوان نے ایک practice شروع کی ہوئی ہے کہ ضلع مظفر گڑھ میں آتے ہی پہلا "ڈی سی او" گریڈ 17 کا لگایا، دوسرا 18 گریڈ اور تیسرا گریڈ 19 کا لگایا اور آج گریڈ 19 کے کام کر رہے ہیں۔ جب یہ writ ہائیکورٹ میں ہوئی کہ آپ posting and transfer کے معاملے rules کو follow نہیں کر رہے تو انہوں نے لاہور میں گریڈ 21 کی post پر گریڈ 18 کا regular officer لگا دیا جس کو بعد میں انہوں نے اس کو گریڈ 19 میں upgrade کیا اور اس کی posting کر دی۔ اب ہائیکورٹ نے حکومت سے رپورٹ مانگی ہوئی تھی کہ کس قانون کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب نے گریڈ 21 کی post پر گریڈ 19 کا grad-18 regular کے بندے کو post کیا ہوا ہے؟ اب اس writ کا جواب دینے کے لئے ہمارے معزز وزیر قانون نے یہ ترمیم یہاں پیش کی ہے کہ "ڈی سی او" کی تقرری کے لئے جو گریڈ 20 کی شرط تھی اس کو ختم کر کے یہ نہیں کہا کہ وہ گریڈ 19 کا alter کر کے کر دیا جائے یا گریڈ 17 کا کر دیا جائے یا گریڈ 18 کا کر دیا جائے بلکہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ انہوں نے کیا ختم کیا ہے، جہاں لکھا ہوا تھا کہ:

Any officer of scale 20 shall be omitted.

یعنی جہاں پر گریڈ 20 کا تذکرہ ہے اس کو ختم کر دیا۔ اب اگر اس کو ختم کرتے ہیں تو اس شق کو پڑھنے کے بعد وزیر اعلیٰ محترم پر کوئی شرط نہیں ہے کہ وہ گریڈ 1 کے بندے کو "ڈی سی او" لگائیں یا گریڈ 22 کے بندے کو "ڈی سی او" لگائیں یا گریڈ 9 کے بندے کو لگائیں کیونکہ گریڈ کی شرط بالکل ختم کر دی گئی ہے۔ یہ

بات بالکل اسی طرح ہے کہ جب لاء منسٹر اس side پر ہوا کرتے تھے اس وقت گزشتہ حکومت نے ایک ترمیم دی تھی کہ فلاں جگہ پر posting کے لئے ایسے فرد کو لگایا جائے جو ریٹائرڈ جج آف ہائیکورٹ ہو اور تیسری شق یہ تھی کہ any person can be appointed as such and such تو اسی سیٹ پر کھڑے ہو کر میرے معزز وزیر قانون نے کہا تھا کہ ایک فرد ہے جس کو اس وقت کے لاء منسٹر صاحب appoint کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اندر کوئی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں پر any person لکھ کر قانون کا مذاق اڑایا گیا ہے اگر معزز وزیر قانون کو وہ بات یاد ہو جس میں انہوں نے یہیں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ ضروری ہے کہ ساری باتیں یہاں پر کی جائیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ساجھا ولد گاما سکنہ گجرات جس کی تعلیم میٹرک بھی نہیں ہے اس کو ہماری حکومت لگانا چاہتی ہے اس لئے any person کا لفظ اس میں لکھ دیا گیا ہے۔آج راجہ بشارت کی روح ہمارے وزیر قانون میں یہاں حلول کر آئی ہے اور وہ بات انہوں نے یہاں لکھ دی ہے کہ گریڈ 17 کی بھی شرط ختم، آپ چاہیں تو گریڈ 2 کے بندے کو بھی لگا سکتے ہیں، گریڈ ایک کے بندے کو بھی لگا سکتے ہیں کیونکہ آپ کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔اس بل کے اندر ایک دوسری مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ Rules of Procedure کے اندر یہ بات موجود ہے کہ فلاں آفیسر کی اے سی آر کون لکھے گا، کہا گیا کہ چیف سیکرٹری لکھے گا یا کمشنر لکھے گا کون initiate کرے گا؟ اب یہاں پر ترمیم کرنے کے بعد ہمارے معزز وزیر قانون نے Honourable Chief Executive of the Province کو یہ اختیار دیا ہے کہ ڈی سی او کی اے سی آر وہ فرد لکھے گا جس کا تقرر وزیر اعلیٰ محترم کریں گے۔اب چاہے وہ اپنے نائب قاصد کو مقرر کر دیں اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے چاہے اپنے نوکر کو کر دیں، چاہے رائیونڈ کے گن مین کو کر دیں اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔اس ترمیم کے بعد وزیر اعلیٰ محترم کے پاس پورے اختیارات ہیں کہ ڈی سی او کی اے سی آر لکھنے کے لئے کون سا فرد مقرر کیا جائے گا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ بہت اچھی ہوگی ہمارے قائد ایوان بھی بہت اچھے ہوں گے وزیر قانون پر تو میں تبصرہ نہیں کرتا جو بھی فرد ہو اس کے rules بنا دینے چاہئیں کہ وہ کمشنر ہوگا۔۔۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہ کوئی منسٹر ہو گا وہ چیف سیکرٹری ہو گا، وہ ایڈیشنل سیکرٹری ہو گا لیکن فرد کا تقرر کر دینا چاہئے تھا۔ اب ایک اور بڑی مضحکہ خیز قسم کی ترمیم وزیر قانون نے propose کی ہے اور وہ کیا ہے، یہ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی آڈٹ کرنے والی ٹیم ہے وہ کہاں سے آئے گی؟ اس کے لئے یہ کیا گیا ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی کا تقرر معزز وزیر اعلیٰ کریں گے یعنی اس میں "گورنمنٹ" کا لفظ ہے۔ جہاں گورنمنٹ کا لفظ آئے گا It means کہ چیف منسٹر ہی کریں گے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اگر یہاں پر یہ ترمیم کر دیتے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی کی سربراہی کمشنر کرے گا، چیف سیکرٹری کرے گا، فلاں اکاؤنٹس آفیسر کرے گا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی تھی اور ہم بھی کہتے اور ترمیم پیش کرتے کہ کمشنر کی بجائے چیف سیکرٹری لکھیں، چیف سیکرٹری کی بجائے آپ ایڈیشنل چیف سیکرٹری لکھیں۔ اب وزیر قانون نے جو یہاں پر لکھا ہے کہ گورنمنٹ اس کا تقرر کرے گی، اب گورنمنٹ تقرر کرنے کے لئے کوئی شرط کسی rule کے اندر موجود نہیں ہے۔ اب اگر یہ وزیر قانون کے گن مین کو بھی اکاؤنٹس کا چیئرمین بنا دیں تو اس کو کوئی rule روک نہیں سکتا۔ Rules اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ اگر Chief Executive of the Province کوئی ایسا کام کرے جس کی rules میں اجازت نہ ہو۔ Rules of Law کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قانون کی حکمرانی ہو افراد کی حکمرانی نہ ہو، اب یہ کس فرد نے کرنا ہے یہ جب ہمارے قائد ایوان چاہیں گے اور جو چاہیں گے اس کے مطابق کر دیا جائے گا۔ اسی طرح میں ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ سنٹرلائزیشن آف پاور جو ہے یہ دنیا کی تمام مینجمنٹ کے اندر تسلیم شدہ بات ہے کہ سب سے کم productive چیز جو ہے وہ سنٹرلائزیشن آف پاور ہے۔ عجیب مذاق ہے کہ سیکرٹریوں کی تقرری چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں، ڈی سی او اور ڈی پی او کی تقرری بھی چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں، آئی جی پولیس کی تقرری بھی چیف منسٹر کرتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب ایڈہاک کمیٹیوں تک بھی بات آ گئی ہے کہ ڈسٹرکٹ ایڈہاک کمیٹیوں کا تقرر بھی ہمارے چیف منسٹر کریں گے، اے سی آر لکھنے والے افراد کا تقرر بھی وہی کریں گے؟ میری یہ گزارش ہو گی کہ rules میں تو آپ نہ لے کر آئیں otherwise پوری دنیا کو یہ پتا ہے کہ ہمارے مظفر گڑھ کے پٹواریوں کے directives چیف منسٹر کے دفتر سے جاتے ہیں اور ایس ایچ او کے بھی جاتے ہیں لیکن کم از کم rules میں تو موجود نہیں ہے۔ ان rules میں کل کو یہ ترمیم لائیں گے کہ مظفر گڑھ کے موضع گھلاپور کے پٹواری کا تقرر بھی ہمارے معزز چیف منسٹر صاحب کریں گے۔ ساری دنیا کے اندر سنٹرلائزیشن آف پاور دنیا کی انتہا درجہ کی بدانتظامی تصور کیا جاتا ہے۔ ایک اور بات کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا اور وہ یہی ہے کہ اگر

اتنی بڑی بڑی ترامیم ہمارے معزز وزیر قانون لانا چاہ رہے تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ statement of objects جو ہے each and every line should be clarified and with clarity ان کو لکھنا چاہئے تھا۔ انہوں نے اس میں چند لفظ لکھ دیئے اور وہ الفاظ کیا تھے؟ وہ یہ ہیں کہ "وزیر اعلیٰ کی سہولت کے لئے" کہ وہ جس کا چاہیئں تقرر کریں، اس rule کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس ترمیم کی ویسے بھی ضرورت نہیں تھی اور وہ اس لئے کہ اس ترمیم کے آنے سے پہلے Honourable Chief Executive of the Province جو ہیں وہ پہلے بھی گریڈ 19 کی جگہ پر گریڈ 17 اور گریڈ 21 کی جگہ گریڈ 18 کی تقرریاں کر رہے ہیں۔ ایک شاعر نے اس کے متعلق بڑی خوبصورت بات کی تھی کہ:

یوں بھی ہم دور رہتے تھے
یوں بھی سینوں میں اک کدورت تھی
تم نے رسما بھلا دیا ورنہ
اس تکلف کی کیا ضرورت تھی

جناب سپیکر: جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے بھائی چودھری احسان الحق نولاٹیا جو گفتگو کر رہے تھے میرے خیال میں انہوں نے اتنی مدلل اور قانونی گفتگو کی۔ Honourable Chair جس پر آج آپ تشریف فرما ہیں کل یہاں پر ہمارے بھائی ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان تشریف فرما تھے ہم نے بڑی منتیں کیں، بڑے ترلے کئے، بڑی فریادیں کیں اور ہم نے سردار صاحب کی بھی منتیں کیں لیکن ہماری کوئی بات نہیں سنی گئی۔ آج بھی میں یہ عرض کر دوں کہ جو کچھ بھی ہونے جا رہا ہے، یہ جو کالے قوانین بنائے جا رہے ہیں undoubtedly شاید۔۔۔

جناب سپیکر: کالا کوٹ تو آپ نے بھی پہنا ہوا ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! Definitely یہ تو شاید ضرور ہو گا کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کا نام Guinness Book of World Record میں تو شاید آ جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے لئے خوشی کی بات نہیں ہو گی؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کا نام تو شاید اس میں آ جائے اس لئے کہ میں نے کل ان کو سکندر اعظم بھی کہا تھا، بابر بھی کہا تھا لیکن اگر ہمارے چار سالہ دور میں پنجاب اسمبلی کی تاریخ کے سیاہ دن گنے جائیں گے تو وہ کل اور آج کا دن ہو گا۔ ہمیں آپ سے ہمدردی بھی ہے اور آپ کی مجبوریوں کا بھی احساس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے سے ہمدردی نہ کریں آپ کی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ہمدردی اس لئے بول رہا ہوں کہ آپ بھی ان کے سامنے جا کر مجبور ہو جاتے ہیں جہاں پر ایک وزیر قانون صاحب نے ہمارے تمام بھائیوں کو دو دن سے یرغمال بنایا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری آپ پہلے گزارش تو سن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی ان مجبوریوں پر ایک گزارش کر دوں کہ کل جب ہمارا وہ بھائی جو آپ کا برخوردار ہے، کل جب یہاں پارلیمنٹیرین بن کر بیٹھے گا تو یقین مانیے کہ ہم کوئی اچھی روایات چھوڑ کر نہیں جا رہے۔ یہ کالے قوانین ہمارے اس برخوردار کو یاد دلائیں گے کہ یہ جو کالے قوانین بنائے گئے تھے اس وقت آپ محترم سپیکر تھے اس لئے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہمیں آپ کی مجبوریوں کا اندازہ ہے اور ایک شعر بھی آپ کی نذر کرتا ہوں۔

یاریاں وی ضرورتاں دے تبادلے سن
ضرورتاں نے اے پاک جذبہ پلیت کیتا
جد وی نکلی منافقت دی شراب نکلی
خلوص جد وی میں دوستاں دے کشید کیتا

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی عرض کر دوں کہ انشاءاللہ legislation اپنی اکثریت کے زور پر ہی کریں گے۔ مجھے آج کچھ دوستوں نے کہا کہ آپ نے اپنی فریاد آج کیوں نہیں سنائی؟ میں نے کہا کہ فریاد کل اتنی سنائی کہ ساڑھے چھ سات بج گئے لیکن کسی پر اثر نہ ہوا۔ آج چونکہ آپ اس Chair پر

بیٹھے ہیں میرا فرض ہے کہ میں عرض کر دوں اور ہمارا وہ right reserved ہے کہ یہ جو قانون سازی ہو رہی ہے ہم اس کو چیلنج کریں گے۔ میں نے یہ بات کل بھی کی تھی اور آپ یقین مانئے گا کہ یہ جو آج قانون سازی ہو رہی ہے بطور قانون کا ادنیٰ طالب علم ہونے کے ناتے کہہ رہا ہوں کہ یہ تمام کی تمام کارروائی illegal ہو رہی ہے، Rules of Procedure کے against ہو رہی ہے۔ یہ جو بل واپس آئے ہیں ایک صوبے کے constitutional head نے آپ کو بھیجے ہیں جس کے لئے ہماری یہ کتاب، جب میں اسمبلی میں آیا تھا تو مجھے ہمارے جو سینئرز تھے انہوں نے ایک کتاب دکھائی تھی اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ:

Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

اس کے اندر rule 113 ہے اور جو بہت clear ہے۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جب کسی چیز میں ambiguity ہو، کسی چیز کی قانون کے اندر نہ ہو تو وہ rule 235 جو آپ نے استعمال کیا اور یہاں تمام rules relax کئے گئے۔ Rule 113 میں clear word ہے کہ جب Bills اسمبلی میں آتے ہیں، کل ہمیں ٹائم نہیں دیا گیا تھا لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ جب نیا بل آتا ہے تو اس پر consideration نہیں ہوتی، rule 94، consideration of the Bills میں آتا ہے اور یہ reconsideration میں آتا ہے، جب reconsideration میں آئے گا تو وہ rule 113 میں آئے گا اس کا طریق کار بھی بہت clear ہے۔ میں صرف عرض کر دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پر کل بحث کر چکے ہیں۔ اس پر آپ کی بہت لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے، جی، بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو آپ کا حکم ہو گا۔ اس میں یہ بہت clear ہے پلیز سن لیں۔

جناب سپیکر: اب ٹائم نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Rule 113 میں بڑا clear ہے کہ:

113(1) when a Bill passed by the Assembly is returned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered…

کل میں نے یہاں پر تین ڈکشنریاں پیش کی تھیں، ہمارے لاء منسٹر صاحب کی قابلیت آپ کو بھی پتا چل گئی ہو گی کہ جب اتنی بڑی incompetence کہ آپ نے اپنی incompetence کے ذریعے یہ سارا کچھ prove کیا اور مجھے عرض کر لینے دیں گورنر صاحب کی طرف سے یہ بل واپس آ گئے اور اس میں لفظ تھا reconsidered جب reconsidered ہو گا تو وہ نظر ثانی میں آئے گا اور جب نظر ثانی ہو گی تو اس کے لئے laws clear ہیں وہ یہ ہیں کہ:

> That any amendment specified in the message be considered, the Secretary…

ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں جو سارا کچھ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہاں نہیں بول سکتے، آپ اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی۔

The Secretary shall circulate the message to the members and shall…

MR SPEAKER: It has been circulated.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے عرض کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے circulate کیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کہاں؟

جناب سپیکر: آپ کو ملے نہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ کہیں circulate نہیں ہوا۔ اب مجھے عرض کر لینے دیجئے، اگر تو یہ اس کو circulate ہونا کہتے ہیں کہ ہمارے لاء منسٹر کے دفتر کے ارد گرد چکر لگاتا رہا یا سیکرٹری صاحب کے کمرے میں جاتا رہا ہے تو وہ کہاں circulate ہوا؟

جناب سپیکر: آپ ساتھ والوں سے پوچھ لیں کہ circulate ہوا ہے کہ نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کر لوں۔

> The Secretary shall circulate the message to the members and shall also send an intimation to that effect to the Minister for Law.

جناب سپیکر: بسراء صاحب! ہمارے پاس ٹائم بڑا short ہے مہربانی کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں باقی چھوڑ دیتا ہوں اس کی صرف تیسری کلاز پڑھ دیتا ہوں۔ The Secretary shall…

MR SPEAKER: What?

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

> The Secretary shall, as soon as may item include the of reconsideration, or consideration as the case may, in the List of Business.

اب میں گزارش کروں گا کہ جب ہم بل لے کر آئے تو وہ کمیٹی کو refer ہوا، پھر وہاں سے House میں آیا اور reconsider میں بھی وہی طریق کار اختیار ہونا تھا لیکن وہ طریق کار اختیار نہیں ہوا۔ یقین مانئے میں نے کل بھی یہ بات کہی تھی۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں اور مجھے ان کی بات بھی سن لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات ختم کر رہا ہوں۔ آج دوسرا دن ہو گیا ہے کہ ضیاء الحق کی روح تواتر کے ساتھ چکر لگا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ایوب خان کی روح بھی آ رہی ہے، ڈیڈی کی روح بھی آ رہی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منڈا صاحب سے کہیں کہ بیٹھ کر بات کریں۔ اچھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ایک شعر آپ کی نذر کر کے بیٹھ جاتا ہوں کل بھی history کے لئے نذر کیا تھا۔ آنے والا مورخ لکھے گا، آپ کے بچے اس House کے ممبر ہوں گے، سردار صاحب کے بچے already ممبر ہیں، لاء منسٹر صاحب کے بچے یہاں پر آئیں گے اور جب لاء منسٹر کا بیٹا گھر جا کر کہے گا "پاپا جی تسیں بڑا پوٹھا کم کیتا سی" پھر ہماری یاد آئے گی، پھر یہ باتیں یاد آئیں گی۔

جناب سپیکر: اگر پوٹھا کیا ہو گا تو یاد آئیں گی ناں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سنیئے۔ میرے ایک بڑے سینئر اور محترم دوست اس House میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب شعر سنادیں اور بات ختم کریں۔ بڑی مہربانی۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شعر سنانے لگا ہوں وہ نازل ہو گیا ہے سنا رہا ہوں۔ ہمارے ایک بہت سینئر ممبر یہاں بیٹھے ہیں وہ مجھے بتانے لگے کہ جب رات کو میں جا کر بیڈ پر سویا تو میرا ضمیر بار بار اٹھے میں اسے تھپڑ مار کر سلاؤں وہ سوئے نہ، میں نے کہا سو جا من پاپی سو جا، پھر سویا جا کر۔

جناب سپیکر: آپ یہ اپنی بات کر رہے ہیں یا کسی اور کی؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سن تو لیں۔ کہتے ہیں کہ ultimately میں نے دس پندرہ تھپڑ مارنے کے بعد اسے سلا دیا، اب صبح پھر آیا ہے تو پھر جاگ گیا ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): من پاپی بیٹھ جا۔

MR SPEAKER: No cross talk. He has right.

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈلے بیراں دا کجھ نہیں وگڑیا، ابھی بھی ہمیں آپ کی Chair سے توقع ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پیچھے کیوں پڑے ہو؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تاریخ میں اگر ذکر ہے تو ٹیپو سلطان کا ہے، دیکھیں آج تاریخ میں میر جعفر کا نام کس طرح لیتے ہیں؟ میں سردار صاحب کا ترلا اور منت کروں گا کہ دو وفٹ کا فاصلہ ہے ابھی بھی اٹھئے اور لاء منسٹر کی منت کیجئے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری شعر آپ کی نذر۔

جناب سپیکر: وہ شعر کیا ہے؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آ گیا، وہ کل بھی عرض کیا تھا،

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا

جناب سپیکر: آگے بھول گئے؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ مکمل ہونے والا ہے۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی بسراء صاحب نے جو بات کی ہے مجھے ان سے بڑی ہمدردی ہے اور میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی ذرا احتیاط کریں[****]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔یہ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ light mood میں بات ہوئی ہے برا منانے کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے حذف کرا دیئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر کے message میں میرے بھائیوں نے تین چیزوں کو focus کیا ہے نمبر ایک گورنر صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے الیکشن کے لئے جو 180 days کی extension کی ہے یہ آپ نے غلط کیا ہے یہ نہ کریں۔کیا صرف پنجاب میں بلدیاتی الیکشن نہیں ہو رہے ؟ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اور یہ کس کو نہیں معلوم کہ پنجاب وہ پہلا صوبہ ہے جس نے الیکشن اتھارٹی کو notify کیا اور اسی مقصد کے لئے کہ ہم الیکشن کروانا چاہتے تھے لیکن اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہمیں اس الیکشن اتھارٹی کو denotify کرنا پڑا اور اس وقت ملک میں حالات یہ ہیں کہ جہاں سے لوگ مستعفی ہوئے ہیں ان کے الیکشن بھی سپریم کورٹ نے stay کر دیئے ہیں کیونکہ جب تک ووٹر لسٹیں مکمل نہیں ہوتیں اس وقت تک وہ الیکشن نہیں ہو سکتے ۔الیکشن بلدیاتی ہوں یا جنرل اب وہ ذمہ داری چیف الیکشن کمشنر کی ہے اور جب بھی بلدیاتی الیکشن ہوں گے تو وہ تمام صوبوں میں ہوں گے اور جس دن یہ بل discuss ہوا تھا میں on the floor of the House اس معزز ایوان کو حکومت کی طرف سے یہ assurance دے چکا ہوں کہ جب بھی چیف الیکشن کمشنر اس ملک میں بلدیاتی الیکشن کروانے سے متعلق بات کریں گے تو صوبہ پنجاب یا پنجاب گورنمنٹ اس سے پیچھے نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے دوسری گریڈ20 کی بات کی ہے ،ایک طرف یہ بات کی جارہی ہے کہ پی سی ایس افسروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے ، فلاں گریڈ کے افسروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے ،DMGآفیسرز دس پندرہ سال میں گریڈ 19 اور20 میں پہنچ جاتے ہیں،ان لوگوں کو موقع نہیں دیا جارہا،پی سی ایس افسر بیس بیس،پچیس پچیس سال سے گریڈ18اور گریڈ19 میں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آدھ گھنٹہ وقت مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس سے پہلے بھی گریڈ 18اور گریڈ19 کے لوگ بطور ڈی سی لگتے رہے ہیں اور یہ خواہ مخواہ کی ایک ایسی شق ڈالی گئی تھی۔چونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اس نے administratively حل ہونا ہے وہ کوئی اور جگہ ہے جہاں پر میٹرک فیل لوگوں کو دبئی سے نائٹ کلب کے منیجر کو لاکر چیئرمین لگا دیا جاتا ہے لیکن یہاں پنجاب میں کوئی ایسا کام نہیں ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس میں انہوں نے تیسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ بلدیاتی اداروں کو اختیارات devolve ہونے چاہئیں،ACR کی بات کی کہ وہ منتخب ڈسٹرکٹ ناظم سے لے کر چیف سیکرٹری صاحب کو دے دی گئی ہے۔اس معاملے کو بالکل سب تسلیم کرتے ہیں لیکن بلدیاتی اداروں کے وجود میں آنے کے بعد ہی اختیارات منتقل ہوں گے اور جب ڈسٹرکٹ ناظم ہو گا تو یقیناً یہ اختیارات دوبارہ واپس چلے جائیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر:چلیں،مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میری باتوں کا جواب نہیں دیا گیا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011 (Bill No.46 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011,as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011,as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم اس سے agreed ہیں۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف کے ساتھی اس سے agreed ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گورنر صاحب نے جو message بھیجا ہے اس میں انہوں نے بعض اختیارات چانسلر کو دینے کی بات کی ہے۔ چانسلر گورنر ہوتا ہے، وہ وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے اور democratic system کی theme یہی ہے کہ یہ ایوان ہی through Leader of the House اختیارات کو exercise کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس لئے

on the advice of the Chief Ministerگورنر،وفاق کے نمائندے نے آئین کے تحت actکرنا ہوتا ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was unanimously carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! It is the last Bill for today. I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں چیئرمین کے تقرر کے لئے گورنر کے اختیارات کو curtail کیا گیا ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ گورنر کے اختیارات کو برقرار رکھا جانا چاہئے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چونکہ یہ آخری Bill ہے اس لئے میں اس حوالے سے اپنے چند اشعار عرض کروں گی۔ میں یہ اشعار انشاء اللہ اور حکومت کی نذر کرتی ہوں۔

ذاتی انا کے چُنگل سے ہو جا اب تو آزاد
یہ سنگلیاں، یہ بیڑیاں ضمیر کے گرد گرداب
سچ کا منہ چُھپا ہے آئینہ بھی ہے بے تاب
توڑ دے اِسے توڑ دے، جھنجوڑ لے آج اپنا آپ

جناب سپیکر: جی، چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک last attempt کرنے جا رہا ہوں ہو سکتا کہ شاید ہم ان کالے قوانین سے بچ جائیں، آپ کا دل موم ہو جائے اور آپ اس Chair پر بیٹھے ruling pass کر دیں کہ جتنے بھی بل پاس ہوئے وہ غیر قانونی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آرٹیکل۔116 پڑھتا ہوں اس میں ہے کہ:

116. When a Bill has been passed by a Provincial Assembly, it shall be presented to the Governor for assent.

(a) assent to the Bill; or

(b) in the case of a Bill other than a Money Bill, return the Bill to the Provincial Assembly with a message.

یہ غیر قانونی طریقہ جو adopt کیا جا رہا ہے اگر یہ طریقہ نہ بھی adopt کیا جائے اور اگر reconsider کا procedure adopt کر لیا جائے جو consider کا procedure ہے جو پہلے بھی میری main intention یہی ہے تو گورنر صاحب bound ہوں۔

Requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered.

اس میں دو ہی الفاظ بار بار آ رہے ہیں۔ ہم نے یہ بل consider کر کے پاس کئے، گورنر صاحب نے اُن بلوں کو reconsider کرنے کے لئے اس House کے پاس بھیجا ہے تو reconsider میں بھی وہی طریقہ adopt کیا جائے گا جو consider کرتے وقت adopt کیا گیا تھا۔ اگر اُس طریقہ کو adopt کر لیا جائے تو یہی ہوگا کیونکہ آپ نے House کے دن تو پورے کرنے ہی کرنے ہیں جو آپ نے پہلے House کے دن پورے نہیں کئے۔ کئی دفعہ کورم پورا نہ ہوا لیکن پھر بھی ہم آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اب میں آگے پڑھتا ہوں:

When the Governor has returned a Bill to the Provincial Assembly it shall be reconsidered

جناب سپیکر: We are reconsidering it. ہم نے کب کہا ہے کہ ہم reconsider نہیں کر رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں اُسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں:

What is the procedure of reconsideration that is in rule 113.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہم پہلے کہتے ہیں کہ جمہوریت نام صرف جمہوریت کہنے کا نہیں ہے وہ روّیوں کے ذریعے پتا چلتا ہے۔ میرے بھائی عمر میں تو میرے سے بڑے ہیں لیکن آمرانہ سوچ کے مالک ہیں۔ یہاں پر ہمارا کام گلی و نالیاں بنوانا اور پٹواری و ایس ایچ او بدلوانا نہیں ہے۔ نیچے ایک ہیڈ ماسٹر صاحب

کھڑے ہیں اور جو یہ چاہتے ہیں ہیڈ ماسٹر صاحب وہ پورا کرتے ہیں لیکن ہمیں تو اپنے دل کی بات کر لینے دیجئے۔"اسیں بھکھے بٹیرے لڑن ڈیہہ آں، ایہہ رَج کے وی نئیں لڑدے۔"

> It shall be reconsidered by the Provincial Assembly and it is again passed with or without amendment by the Provincial Assembly by the votes of the majority. You have the majority of the members of the Provincial Assembly presenting voting. It shall be again presented to the Governor and Governor shall give his assent within 10 days.

میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ .Every thing is crystal clear in the laws اب اگر اس کو adopt کر لیا جائے کیونکہ میرے خیال میں یہ اجلاس ابھی ہفتہ یا دس دن چلنا بھی ہے۔ میری خواہش صرف اتنی ہے کہ وہ طریقہ adopt کر لیا جائے جو آرٹیکل۔94 میں ہے۔

جناب سپیکر:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے لیکن میں تو آخری attempt پر ہوں کیونکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ضیاء الحق کی رُوح تو ترسے دوسرے دن بھی اس کرسی کا visit کر رہی ہے۔ یقین مانئے، جمہوریت کے لئے جدوجہد کے حوالہ سے جو honour آپ کی Chair اور آپ کی فیملی کی ہے وہ شاید میں الفاظ میں بیان نہ کر سکوں اور وہی definitely honour ہمارے وزیر قانون صاحب کی بھی ہے لیکن وزیر قانون صاحب جب اِدھر تھے اور میرے دوست بتاتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب ایک آمر کے سامنے ڈٹ گئے۔ آپ کی آخری ruling سننے کے لئے میرے کان ترس رہے ہیں کہ آپ فرما دیجئے کہ ضرورتیں اپنی جگہ، ہمدردیاں اپنی جگہ، مجبوریاں اپنی جگہ لیکن یہ جو کچھ ہوا ہے یہ غیر قانونی ہے تو آج کے بعد ضیاء الحق کی رُوح اس House میں نہیں آئے گی اور یہ کہہ کر آپ ہمیشہ سے آمریت کے دروازے بند کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے بل کے اوپر جو اعتراضات لگا کر بھیجے ہیں ان میں انہوں نے بنیادی بات یہ کی ہے کہ جس وقت اس بل کے سیکشن۔3 کے اندر گورنر نے اس کمیشن کے چیئرمین کو appoint کرنا ہے۔

(2) The Governor shall appoint the Chairman and the members of the Commission but no person who is sixty-five years of age or above and no serving Government servant shall be appointed.

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ:

(3) The Government shall determine the terms and conditions of the service of the members but the Government shall not, during the term of office of a member, vary salary, allowances and privileges to the disadvantage of the member.

لہذا ان کو گورنر نے appoint کرنا ہے اور ان کی terms حکومت نے طے کرنی ہیں اس لئے جو appoint کرنے والی اتھارٹی سے ہم نے وہ طاقت لے لی ہے۔اس میں بار بار گورنر صاحب نے اس چیز کی طرف نشاندہی کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے اندر صدر کے اختیارات ہیں، انہوں نے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے آرڈیننس 1977 کا حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے اس کے سیکشن (2)3 کا ذکر کیا ہے کہ:

3(2) The President shall by regulation determine the number of the members of the Commission and there conditions thereof.

مطلب یہ کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے اندر صدر نے ان کو appoint کرنا ہے اور صدر نے ہی ان کی condition of service کو بھی قائم کرنا ہے۔اسی طرح گورنر صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اندر بھی گورنر کا اختیار جس کو لے لیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ہم نے جب فیڈرل پبلک سروس کمیشن والے ماڈل کو یہاں پر replicate کیا تو یہاں پر بھی گورنر کے پاس وہ اختیارات

ہونے چاہئیں۔ یہ گورنر صاحب کی بڑی valid consideration ہے جس کے بارے میں انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ اس کو reconsider کیا جائے۔ اگر ہم اس کو کر لیں گے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ consider کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو consider کرنے کا طریقہ بھی تو ہم مستقل غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ہم کل سے یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جو طریق کار رکھا ہے وہ لکھے ہوئے rules کے خلاف ہے۔ ہم لکھی ہوئی چیز کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ کہیں چیلنج ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے اس بات پر کیا اعتراض ہے یہ آپ کا حق ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر نے اس Act پر جو message بھیجا ہے اس میں تین چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں کہ:

1) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبر کی شرائط ملازمت طے کرنے کا اختیار گورنر صاحب کو ہونا چاہئے۔

2) چیئرمین کے علاوہ تمام ممبران کی تقرری کا اختیار گورنر صاحب کے پاس ہونا چاہئے۔

3) گورنر کو چیئرمین اور ممبر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی شرائط ملازمت کی بابت rules بنانے کا بھی اختیار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اس معاملہ کو پچھلے سات آٹھ ماہ سے take up کیا ہوا ہے۔ ہم نے ان کو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی summaries بھیجیں ان پر انہوں نے کہا کہ نہیں میں آپ کی advise کا پابند نہیں ہوں۔ میں تو اپنی مرضی سے کسی کو وائس چانسلر لگاؤں گا۔ اسی طرح سے پنجاب پبلک سروس کمیشن میں جن ممبران کو نامزد کیا گیا ان کے service rules بھیجے گئے تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں آپ کی advise کا پابند نہیں ہوں۔ میں اپنی مرضی سے یہ کروں گا۔ یہ سارے معاملات عدالتوں میں گئے پہلے ہائیکورٹ میں یہ معاملہ گیا اور وہاں DB نے ایک مفصل فیصلہ دیا جس میں یہ طے ہوا کہ:

> Governor is bound to act on the advice of the Chief Minister.

اس کے بعد یہ معاملہ سپریم کورٹ میں challenge ہوا اور وہاں بھی ایک larger bench نے اپنا فیصلہ دیا۔ گورنر صاحب نے اپنے message میں جو نکات اٹھائے ہیں یہ پہلے ہی سپریم کورٹ اور

ہائیکورٹ کے فیصلوں میں طے ہو چکے ہیں اور ہم نے جو ترامیم کی ہیں ان کو مزید clear کرنے کے لئے کی ہیں کہ:

Governor is bound to act on the advice of the Chief Minister.

اور یہ معاملات عدالتوں میں طے ہوئے ہیں۔ یہ ترامیم انہی فیصلوں کو enforce کرنے کے لئے کی گئی ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل جس طرح یہ طے ہوا تھا کہ آج قانون سازی کے بعد پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب معزز ایوان کو پانچ دس منٹ کی briefing دیں گے اور اس کے بعد آپ بحث کے لئے اگلے دو تین دنوں میں تقرر فرمائیں گے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس briefing کے بعد بسراء صاحب کی مشاورت سے کسی دن کا تقرر فرما دیجئے گا۔ اس کا note شاید circulate ہو گیا ہے اگر نہیں ہوا تو وہ بھی کرا دیتے ہیں تاکہ اس پر معزز ممبران تیاری کر لیں اور اس کے بعد بحث ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جن دنوں میں ڈینگی کا معاملہ چل رہا تھا اور آج بھی جب غیر معیاری ادویات سے لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے محنت کی ہے ہم ان کی محنت کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: House کی کارروائی کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سے جو مریض ادویات لیتے تھے تو اس وقت بالکل وہی صورتحال ہے جو ڈینگی کے وقت تھی۔ ہماری صرف یہ عرض ہے کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے پاس کوئی بیس اکیس وزارتیں ہیں۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی بہت competent ہیں اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب جو اس وقت نظر نہیں آ رہے وہ بھی بہت competent ہیں ان کو وزیر صحت بنا دیں۔ یہ ہماری صرف ایک تجویز ہے آپ بے شک اس کو قرارداد سمجھ لیں۔ اس کی ایک reason ہے کہ کسی بھی حکومت کی تین بنیادی

ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ان میں تعلیم، صحت اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔آپ کسی دوست کو وزارت صحت دے دیجئے۔ہمارے جتنے بھائی مجھے نظر آرہے ہیں بہت competent ہیں۔

جناب سپیکر!رانا افضل صاحب، رانا ارشد صاحب، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اور دیگر کئی دوست بیٹھے ہیں مگر میں کس کس کا نام لوں؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب تشریف رکھیں کیونکہ ٹائم کافی ہو گیا ہے۔House کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

(اذانِ عصر)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اپنی بات ختم کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔جی، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے کل جن دوستوں نے مطالبہ کیا تھا اُن میں راجہ ریاض صاحب، ظہیر الدین صاحب، بسراء صاحب، ڈاکٹر اختر ملک اور محسن لغاری صاحب تھے لیکن آج دو حضرات اس موقع پر تشریف نہیں لائے۔اگر اس پر اعتراض ہو رہا ہے تو میرا اعتراض بھی قبول فرمائیں کہ قائد حزب اختلاف اور ظہیر الدین صاحب اس اہم موقع پر موجود نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں اپنی بات دس منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دس منٹ کے لئے ہی ٹائم بڑھایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!میں پی آئی سی کے حوالے سے چند باتیں آپ کے علم میں لاتا ہوں کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پاکستان کا وہ واحد ادارہ ہے جہاں پر دل کے مریضوں کے تمام آپریشن ہوتے ہیں۔اسی طرح آپریشن مینجمنٹ، پوسٹ گریجویٹ ایجوکیشن اور تعلیم و تربیت میں اس کا نمایاں مقام ہے۔اس وقت آرمی کا اے ایف آئی سی ادارہ اور کراچی کے این آئی سی بی ڈی دونوں اداروں کے مریض اکٹھے کئے جائیں تو ان سے زیادہ سرجریاں، ادویات اور consultation پی آئی سی لاہور میں ہو رہی ہیں لہذا اس لحاظ سے یہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے اُن چند ممالک میں شامل ہے جہاں پر تقریباً پانچ سے چھ لاکھ افراد کو سالانہ دل کے امراض کی مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں اور تقریباً ساڑھے چار ہزار آپریشن ہوتے ہیں۔پی آئی سی میں تقریباً ڈیڑھ سو لوگوں کو تربیت دے کر کارڈیک سرجن بنایا گیا ہے جو ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کے کارڈیک انسٹیٹیوٹ میں

اپنی خدمات سر انجام دیں گے۔یہاں پر تقریباً پچاس ہزار مریض رجسٹرڈ ہیں اور اُن کا database موجود ہے۔یہ بھی دنیا میں ایک unique روایت ہے کہ پچاس ہزار افراد کو ایک مہینہ کی ادویات ملتی ہیں جو مختلف شہروں کے ہسپتالوں اور پی آئی سی کے ذریعے تقسیم کی جاتی ہیں۔اس لحاظ سے جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ شاید یہ دنیا کا وہ واحد ہسپتال ہے جو چھ لاکھ مریضوں کو cater کرتا ہے اور ساٹھ ہزار مریضوں کو اپنے database کے مطابق ہر مہینے ادویات فراہم کرتا ہے۔میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جہاں negative باتیں ہو رہی ہیں وہاں یہ بھی اندازہ ہو سکے کہ ہمارے ملک میں مشکلات کے باوجود دنیا کے بہترین زرخیز دماغ موجود ہیں اور بہترین سسٹم install کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پی آئی سی میں جو واقعہ ہوا ہے اس کے حقائق آپ سب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ تمام ادویات پی آئی سی کی ایک کمیٹی خریدتی ہے اور حکومت کے procedure کے مطابق ٹینڈر طلب کئے جاتے ہیں اور lowest tender کو approve کر کے drug testing Laboratory سے معائنہ کرانے کے بعد یہ ادویات مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔پی آئی سی کے بارے میں ذکر ہو رہا ہے تو پچاس ہزار لوگوں کو یہ ادویات تقریباً دسمبر کے مہینہ سے شروع ہوئیں جو پچاس ہزار لوگوں کو مل گئیں، اُن میں سے تقریباً ساڑھے چار سو لوگوں کو reaction ہوا جن میں سے 220 کے قریب لوگ داخل ہیں۔یہ ادویات 15۔دسمبر کو شروع کی گئیں اور یکم جنوری کے قریب reaction کی شکایات آئیں پھر 8,9۔جنوری کو اموات ہونا شروع ہوئیں۔پی آئی سی کی ایک کمیٹی جو وہاں کے پانچ پروفیسروں پر مشتمل تھی انہوں نے تحقیقات کیں جس کے نتیجے میں انہیں شک گزرا کہ پانچ ادویات خطرناک ہو سکتی ہیں جن سے reaction ہو سکتا ہے۔ان پانچ ادویات کے نام میں House کو آگاہ کرنے کے لئے بتا دیتا ہوں۔ایک Cardiovestin، ایک Concort ایک Iso tab، ایک Soloprin اور ایک Antinolol ہے۔یہ وہ ادویات ہیں جو بلڈ پریشر کے لئے، Anti Angina، کولیسٹرول کو کم اور خون کو پتلا کرنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ان ادویات میں شک ہوا کہ کسی سے اثر ہوا ہے۔میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس میں affected مریض تقریباً پانچ سو ہیں۔اس وقت ہمارے پاس داخل مریض 220 جبکہ گھر جانے والے تقریباً 200 کے قریب مریض ہیں۔جب گیارہ تاریخ کو پہلی میٹنگ پی آئی سی میں ہوئی تو اس کے فوراً بعد تیرہ تاریخ کو سیکرٹری صحت نے کمیٹی تشکیل دی جس میں پانچ پرنسپل اور ماہرین شامل تھے جنہوں نے اس کی وجوہات جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو reaction ہوا ہے اُن میں سے 99 فیصد وہی ہیں جن کو اس خاص batch سے ان تاریخوں کے دوران

پی آئی سی سے دوائی دی گئی۔ جب یہ معلوم ہوا تو پانچوں ادویات روک لی گئیں، seal کر دیا گیا اور ان کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس دوران تمام ہسپتالوں میں سپیشل وارڈ تعمیر کئے گئے تاکہ lycosidaepenia جس میں platelets and white blood cells کم ہو رہے ہیں، internal hemorrhage ہو رہا ہے یا special of bone marrow ہو رہا ہے۔ یہ پانچ بڑے symptoms تھے جن کے لئے علیحدہ وارڈ قائم کئے اور ان کے علاج کا پروٹوکول بھی طے کیا گیا۔ اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں پورے ملک کے ماہرین نے چارٹ تیار کیا کہ ان مریضوں کی history کیسے لکھی جائے گی اور کون سی ادویات اُن کو دی جائیں گی جس پر اب عملدرآمد ہو رہا ہے؟ اب مرحلہ یہ آیا ہے کہ دی جانے والی دوائیوں کو کیسے روکا اور retrieve کیا جائے تو اس کے لئے آٹھ ہزار لوگ جن کا data پی آئی سی کے ریکارڈ میں موجود تھا انہیں فون پر اطلاع کی گئی اور باقی حضرات کو مختلف محکموں کے ذریعے اطلاع پہنچائی گئی۔ تقریباً 75 فیصد دوائی لاہور میں use ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں سے رابطہ ہو گیا اور کئی لوگوں کے پتا جات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ان سے رابطہ نہ ہو سکا مگر پی آئی سی کے ریکارڈ میں صرف اُن کے نام اور گاؤں کا نام درج تھا اس لئے وہاں پر مسجدوں میں اعلانات کئے گئے ہیں۔ مزید ڈی سی او، ای ڈی او اور پولیس کے ذریعے یہ information فراہم کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اخبارات میں اشتہارات اور ٹی وی پر بھی اعلانات کئے گئے ہیں جبکہ پروگراموں اور مختلف hand outs کے تحت یہ گفتگو جاری ہے اور اطلاعات فراہم کی جا رہی ہیں۔ پانچ ادویات جن کو خطرناک قرار دیا گیا تھا اُن کو sampling کے لئے drug testing Labouratory میں بھیجا گیا ہے۔ ہمارے پاس دو لیبارٹریاں موجود ہیں جو ملتان اور لاہور میں واقع ہیں۔ وہاں سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق اس کا active ingredient اور salt مکمل اور پورا تھا مگر ماہرین نے سوال یہ اٹھایا کہ salt کے علاوہ باقی اجزاء بھی ہوتے ہیں کیونکہ جب گولی بنتی ہے تو اُس میں base، پاؤڈر، رنگ ہوتا ہے اور coating بھی ہوتی ہے لیکن باقی اجزاء کو drug testing Laboratory نہیں check کر سکتی اسی لئے فوری طور پر جو sample retrieve کئے گئے تھے اور خصوصاً اُن لوگوں سے جو وفات پا گئے تھے، وہ samples seal کر کے کل انگلینڈ اور فرانس بھیجے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): کل ہماری by hand بھیجی جانے والی پہلی رپورٹ لندن کی ایس ایس جی لیب پہنچ گئی ہے جس کا معائنہ ہو رہا ہے اور وہاں پر اس کے 1900

ٹیسٹ ہونے ہیں اور 48 گھنٹوں میں وہ اپنی رپورٹ دیں گے۔ دوسری رپورٹ ٹیسٹ کے لئے بذریعہ ٹی سی ایس فرانس بھیجی گئی ہے جبکہ برسلز اور امریکہ بھی samples بھیجے ہیں تاکہ وہ صلاحیت جو ہماری لوکل لیبارٹریز میں نہیں ہے دنیا کی بہترین لیبارٹریز سے رپورٹ مل سکے اور اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ ادویات میں کیا کمی یا کیا خرابی تھی۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ مریضوں کے علاج، ان کے داخلے اور خون کی فراہمی، انہیں میڈیسن دینے اور ان کی مالی امداد کے لئے بھی ایک cell بنایا گیا تھا جیسے آپ نے سنا اعلان کیا گیا ہے کہ ہلاک ہونے والوں کے لئے وزیراعلیٰ صاحب نے پانچ لاکھ روپے اور بیماروں کے لئے دو لاکھ روپے کی مالی گرانٹ کا اعلان کیا ہے۔ کل تقریباً 220 داخل مریضوں کو تیس ہزار روپے فی کس کے حساب سے ابتدائی رقم ادا کی گئی ہے کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ بہت غریب ہیں تو ان کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے کل تیس ہزار روپے فی کس کے حساب سے ان مریضوں کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! Clinical management کے لئے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ پانچ پروفیسرز کی ٹیم نے ایک پروٹوکول طے کیا ہے کہ ٹیسٹ کیسے ہوں گے اور کیا ہوں گے؟ اس کا sample بھی ہمارے پاس موجود ہے اور شاید آپ کی میز تک آ گیا ہو۔ اس میں بتایا گیا کہ مریض کو treat کرنے کے لئے کیا ادویات، کیا گروپ اور زندگی بچانے کی کون سی چیزیں استعمال ہوں گی۔ اس میں ایک اہم چیز ہے جسے میں ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ چند مریض ایسے ہیں جو ادویات respond نہیں کر رہیں اور جو bone marrow suspicion ہیں دنیا کی تمام ادویات دینے کے باوجود بھی وہ suppression دور نہیں ہوا اسی لئے 18 سے 20 فیصد لوگ critical condition میں ہسپتالوں میں داخل ہیں اور 70 فیصد مریض بہتر ہو رہے ہیں اور ان کا progressive بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میٹنگ کے دوران ابتدائی طور پر یہ جاننے کے لئے یہ بھی طے کیا گیا کہ کون لوگ ذمہ دار ہیں تو چند طریق کار طے کئے گئے جس کے نتیجے میں پی آئی سی کی انتظامیہ اور جنہوں نے یہ ادویات خریدی ہیں، کے بارے میں چیئرمین C.M.I.T انکوائری کر رہے ہیں اور وہ آج رات آٹھ بجے اس کی رپورٹ پیش کریں گے جس کے بعد یہ فیصلہ ہوگا کہ اگر وہ ذمہ دار ہیں تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ میڈیکل کمپنیوں کے خلاف تھانہ شادمان میں ایف آئی آر رجسٹرڈ کر لی ہے جس میں ان کے خلاف ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات لگائی گئی ہیں اور پرسوں رات ان کے نام وزارت داخلہ کو خط کے ذریعے بھجوائے گئے ہیں تاکہ ای سی ایل میں انہیں ڈالا جا سکے جبکہ کل رات وزارت

داخلہ نے دستخط نہیں کئے تھے۔اس کے علاوہ ان تمام کمپنیوں کے مالکان، ڈائریکٹرز اور ذمہ داران کے بنک اکاؤنٹس اور دیگر اثاثہ جات بھی attach کر رہے ہیں تاکہ وہ ضرورت کے وقت بعد میں استعمال ہو سکیں۔

جناب سپیکر! مریضوں کے لئے ہر ہسپتال میں اور پی آئی سی میں کاؤنٹرز قائم کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان کو اگر ادویات replace کرنی ہیں یا کوئی رہنمائی چاہئے تو وہ انہیں مل سکے۔ صرف کل ایک دن میں 2600 مریض آئے ہیں جنہیں ادویات فراہم کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ پچاس ہزار مریضوں کو باقی ادویات دیگر ذرائع سے local purchase کر کے انہیں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے دو واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ اس کی honest and transparent inquiry کی جائے اور اس میں کوئی چیز چھپانے کی بجائے حقائق کو میڈیا اور عوام کے سامنے لایا جائے اور جس پر ذمہ داری fix ہو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ اس پر اگر آپ چاہیں اور اجازت دیں تو میں دو منٹ کا ایک اور presentation دے دوں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس کے لئے ایک دو منٹ کا وقت مزید بڑھا دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم سننے کے لئے بیٹھے ہیں اور سوال بھی کر سکتے ہیں اس لئے وقت زیادہ بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی بات کر لینی ہے اس کے بعد آپ کیا کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم سوالات بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا خیال کرتے ہیں اور میرا خیال نہیں کرتے میں صبح سے بیٹھا ہوا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس ادویات کا پہلا case 20 December کے قریب آیا تھا اور 5/6۔جنوری تک آنے والے مریضوں کے بارے میں diagnose نہیں ہوا تھا کہ ان کی وجہ بیماری یہ ادویات ہیں کیونکہ ڈاکٹرز اس سے آگاہ نہیں تھے لیکن جب اموات کی تعداد بڑھی اور وہ پانچ سے سات ہوئی تو پھر یہ سارا response action عمل میں آیا ہے۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ اس میں تین چیزیں جو اس کی روشنی میں کی جا رہی ہیں کہ جہاں پر ہم drug testing باہر سے کروا رہے ہیں، اس کے علاوہ پی آئی سی میں cardiac medicine کا procurement procedure ہے تو اس میں بھی ہم نے کچھ amendments

دے دی ہیں۔ جو medicine باہر بھیجی گئی ہیں اس کے علاوہ ادویات کی خریداری کا طریق کار پورے ملک میں ایک ہی ہے اور ہم نے اس میں بھی amendments recommend کی ہیں کہ اس کا foolproof system بنا سکیں اور خصوصاً ان ہسپتالوں میں جو دل کے ہیں یا دیگر ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت تقریباً آٹھ کمیٹیاں بنائی جا چکی ہیں جو انفرادی طور پر آزادانہ کام کر رہی ہیں جن میں ایک Analysis Committee ہے جیسا میں نے بتایا کہ medicine باہر بھیج رہی ہیں اور وہ کمیٹی ادویات چیک کروا رہی ہے اور ڈاکٹر کے پروٹول چیک کر رہی ہے۔ Drug Retrieval Committee جو drug retrieve کر رہی ہے اور اس وقت ہم نے data میں لکھا ہوا ہے کہ تقریباً 18 ہزار لوگوں تک reach کر گئے ہیں جن سے ادویات ہم نے لے لی ہیں یا انہوں نے ضائع کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ clinical guideline کے لئے پانچ بہترین پروفیسرز کی کمیٹی clinical guideline دے رہی ہے۔ Production surveillance ہے جس میں ہمارے C.D.I اور D.H.O تمام فارماسیوٹیکل کمپنیوں کا معائنہ کر رہے ہیں اور ادویات بنانے کے process کو examine کر رہے ہیں with the help of Head of the Department of Chemistry Punjab University ہیں other notables, who is authority on this subject

جناب سپیکر! ہمارا اس سے اگلا مرحلہ پوسٹ مارٹم کا ہے کیونکہ اب تک کوئی آدمی اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ کل ایف آئی آر درج ہونے کے نتیجے میں تین چار آدمیوں نے اتفاق کیا جس کے نتیجے میں کل ان کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے جس کی رپورٹ بھی آج آ جائے گی۔ Legal actions کے بارے میں آپ کو بتا دیا گیا ہے جبکہ information dissemination کے لئے خواجہ سلمان رفیق، خواجہ عمران نذیر کے علاوہ ان کی ایک ٹیم روزانہ پوری انفارمیشن ہینڈ آؤٹ کی صورت میں میڈیا کو فراہم کرتی ہے۔ Retrieval medicine جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا کہ ہماری retrieval ہوئی ہے وہ تقریباً 70 فیصد ہے جس میں سے 20 فیصد وہ ہے جنہوں نے خود استعمال کر لی ہیں۔

جناب سپیکر! Arrangement کے لئے گزارش کی ہے کہ D.H.Q، T.H.Q اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ رانا صاحب نے بھی سوال کیا تھا تو یہ total medicine کا badge 28000 مریضوں کو دیا گیا جس میں سے تقریباً ساڑھے چار سو کو reaction ہوا اور ایک سو کے قریب ہلاکتیں ہیں اور اس وقت ہسپتالوں میں 218 کے قریب مریضوں میں سے 20/22 serious condition میں ہیں۔ ہمارے پاس آٹھ ڈویژن کی لسٹ موجود ہے کہ ہم نے کہاں کہاں سے ادویات

retrieve کی ہیں اور کن لوگوں نے وہ ادویات ضائع کی ہیں اور کہاں کہاں ہلاکتیں ہیں۔اس کے متعلق اگر آپ سوال کرنا چاہیں گے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے لیکن اپوزیشن اور حکومتی بنچز کی چلنے والی بحث کے دوران کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل ملزم ہی گم ہو جائے۔بات یہ ہے کہ active ingredient کا بار بار کہہ رہے ہیں تو basically they are not manufactures پانچ کمپنیاں manufactures تو نہیں ہیں بلکہ یہ تو ادویات کو pack کرنے والی ہیں اور active ingredient تو باہر کے ملکوں سے لے کر آتے ہیں۔ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ جتنے active ingredient ان لوگوں نے استعمال کئے ہیں وہ کس کس ملک سے آئے ہیں؟ پھر ان ممالک کی لیبارٹریوں سے ان کے ٹیسٹ لئے جائیں، ان کے grade دیکھے جائیں اور اس کے بعد ہی آپ کسی فیصلے پر پہنچیں گے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں جتنی بھی local purchase ہوتی ہے، اس وقت ڈاکٹرز مردیا سمین رانا اور ڈاکٹر سامیہ کے علاوہ اور بھی کافی لوگ یہاں پر ہیں جو اسے endorse کریں گے کہ یہاں پر سیکرٹری وغیرہ purchase نہیں کرتے بلکہ ایم ایس کی ایک کمیٹی ہوتی ہے جبکہ ایم ایس کے نیچے اور ڈاکٹرز ہوتے ہیں اور یہ کمیٹی تمام samples پاس کرتی ہے اور پھر اس کے بعد وہ ادویات ہسپتال میں آتی ہیں۔ہمیں اس element کو بھی ignore نہیں کرنا چاہئے پھر جا کر ہم کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔Otherwise ہماری آپس کی tug of war لگی رہے گی اور اصل ملزم اور چور گم ہو جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ کون اس کا مجرم ہے اور کون قصوروار ہے؟

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس کو بحث کے لئے مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: بحث کے لئے اور کون سا دن مقرر کریں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ آپ کے ساتھ consultation سے آپ کے چیمبر میں طے کر لیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو کل بہت پریشانی تھی کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور اس پر فوری طور پر بریفنگ اور بحث ہونی چاہئے۔ اب وہ موجود نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ اُن سے consultation کے بعد کوئی ٹائم رکھیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جب بحث ہو گی تو یہ بتایا جائے کہ کن offences کے تابع مقدمات درج کئے گئے ہیں، کیا وہ attempt to murder ہیں، دفعہ 322 ہے، 324 ہے کون سی دفعات ہیں؟ اس کی detail بھی بتائی جائے۔ آخری بات یہ ہے کہ چونکہ موسم تبدیل ہو رہا ہے، last time یہ کہا گیا تھا کہ پتا نہیں چلا اور unexpected ڈینگی آ گیا۔ اس پر بھی ہماری بحث ہونی ہے۔ میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ بحث والے دن ڈینگی پر بھی preparation کر کے آئیں کہ اس پر آپ نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے یہ سوال تھا کہ manufacturers صرف پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو سپلائی نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ یہ پورے ملک میں سپلائی کر رہے ہوں گے۔ لاہور سے باہر، جیسا کہ ابھی انہوں نے بتایا کہ سرگودھا بھی لوگوں کو بھیجا ہے جہاں صرف دوائی retrieve کر رہے ہیں۔ So there are patients coming from outside Lahore جن کو یہاں پر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں cater کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ملتان میں بھی ایک سرکاری ہسپتال ہے وہاں پر بھی اسی طرح مریض آتے ہوں گے اور ان کو بھی اسی طرح دوائی ملی ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی خاص batch کے اندر یہ issue ہے جو یہاں پر آیا ہے تو اس batch کو ہم نے isolate کرنا ہے۔ ان کی بریفنگ میں ہے کہ 72 مریضوں کی death ہوئی ہے۔ If I can recall correctly میں نے چیف منسٹر صاحب کو ٹیلی ویژن پر 100 کا figure کہتے ہوئے سنا ہے۔ there are some discrepancies.

جناب سپیکر! دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا جو procedure ہے وہ میں جانتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے رہا ہے۔ ہمارا procedure یہ ہے کہ ہم lowest bid لیتے ہیں، جو سب سے سستا ترین دے گا وہی ہم لیں گے۔ تو سستے ترین کے اندر کہیں نہ کہیں standard کا compromise ہو جائے گا۔ میری گزارش ہے کہ اگر اسی سے سبق سیکھتے ہوئے اس کو revise کر لیں کہ ہم life saving drugs سستی نہیں لیں گے بلکہ ایک طریق کار کے ساتھ چلیں۔ میرا ایک اور سوال یہ تھا کہ according to the media, not that I have personal knowledge that some of these Pharmaceutical Companies جو دوائیوں کی پیکنگ کرتے ہیں they are some political people اگر وہ نہیں ہوں گے تو یہ بہت اچھا ہے کہ ہمارے اوپر جو allegation لگ رہا ہے اس سے ہمارا نام صاف ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم political لوگ ہیں اور ہماری ایک ہی برادری ہے۔ جب somebody calls one of them کہ اگر وہ اس میں involve ہے تو ہم سب کی اس پر انگلی اٹھتی ہے۔ وہ کون لوگ ہیں اگر ان کی بھی مہربانی کر کے نشاندہی کر دی جائے تو بہتر ہو گا؟ اگر اس میں کوئی political لوگ نہیں ہوں گے تو پھر ہم کہہ سکیں گے کہ اس میں کوئی سیاسی اثر نہیں ہے۔ اگر کوئی involve ہے تو اس کا بھی پتا چل جائے کہ کون ہے؟ یہ دو چار چیزیں تھیں جن کے بارے میں میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان کو نوٹ کر لیں اور جب بھی جواب دیں ان کا بھی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی بریفنگ دی ہے۔ میرے پاس بھی ایک دو points ہیں جو میں ڈاکٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ دوائیاں صرف PIC میں ہی ملتی ہوں گی یہ پورے ملک میں ہوں گی، ہر فارمیسی میں یہ دوائیاں ہوں گی۔ کیا ہم نے کوئی اقدام اٹھایا ہے کہ ان ادویات کو فی الحال ban کیا جائے جب تک کہ ٹیسٹ رپورٹیں نہ آ جائیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ آج اخبار میں چیف منسٹر صاحب کی statement تھی کہ purchase کا سارا معاملہ فیڈرل حکومت کرتی ہے۔ ادویات کی خریداری ہم کس طریق کار سے کرتے ہیں اور اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی کتنی مداخلت ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا جا چکا ہے کہ Purchase Committee پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جب دس افراد کے مرنے کا پتا چلا تھا تو پہلے سے ہی اشتہار دے دیا جاتا تاکہ تمام لوگ اپنی دوائیاں واپس کر جائیں۔ تقریباً 47 ہزار کے قریب افراد تھے جن کو دوائیاں مل چکی تھی۔ جب 70 افراد مر چکے تھے اُس کے بعد مسجدوں میں اعلان ہوا ہے۔ اگر دس افراد کے بعد یہ اعلان کر لیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح ڈینگی کا ہوا تھا اگر پہلے سے ہی اقدامات کر لئے جاتے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو روکا جا سکتا تھا۔ یہ نہیں کہ اگر دوائیوں کا ایک batch غلط ہے تو اس کو ٹیسٹ کے لئے لیبارٹری میں بھیج دیں۔ انہوں نے پوسٹ مارٹم کا کہا، ایک تو انسانی جان چلی گئی، اس کے گھر والے پریشان ہیں اور اگر یہ بھی کہا جائے کہ چیر پھاڑ کرائیں تاکہ ہم ٹیسٹ کریں تو لوگ اس سے agree نہیں کریں گے۔ اس پر ریسرچ کرنا چاہئے کہ دوائیوں کا کون سا batch غلط ہے اور کیسے غلط ہو گیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ کئی دفعہ expired دوائیاں بھی ہسپتالوں میں دے دی جاتی ہیں جس سے کئی افراد کو reaction ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ غلط انجکشن لگنے سے بندہ مر جاتا ہے لیکن کبھی کسی کے خلاف آج تک کچھ ہوا، دفعہ 322 تو لکھ دی ہے لیکن وہ کون لوگ ہیں جن کے خلاف یہ پرچہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے بڑی اچھی بریفنگ دی ہے، یہ بہت اچھے اقدامات کر رہے ہیں لیکن اس میں کچھ سوالات hidden ہیں۔ تمام ہسپتالوں میں ایک سسٹم ہے کہ ایک کمیٹی ایم ایس کی سربراہی میں دوائیاں خریدتی ہے۔ اس میں lowest bid جس کا ذکر ابھی لغاری صاحب نے بھی کیا ہے، جو بھی ڈیلر lowest bid دیتا ہے وہ دوائی خرید کر لی جاتی ہے۔ انہوں نے PIC کی کمیٹی کے پانچ ممبران کے نام اور designation نہیں لکھے۔ ان کے بارے میں بھی House کو بتایا جائے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ کمیٹی جو lowest bid پر دوائیاں خریدتی ہے اس وقت اس دوائی کا کوئی ٹیسٹ ہوتا ہے کہ آیا وہ معیاری بھی ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیا اس کے لئے laws بنانے کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: House کا وقت دو منٹ کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے اس کے ذریعے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسئلہ resolve ہو جائے گا۔ جو کمیٹی دوائیاں خرید رہی ہے اس کے لئے binding ہونا چاہئے کہ وہ دوائیوں کو ٹیسٹ کرے کہ یہ دوائیاں معیاری بھی ہیں اور کون لوگ اس کو purchase کر رہے ہیں؟ یہ بہت ضروری ہے اس کے لئے law یا rules میں کوئی چیز ہے؟

جناب سپیکر: آپ بنائیں پھر اس کو لے کر آئیں۔ جی، ڈاکٹر زمرد صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جہاں ہماری ادویات بنائی جاتی ہیں اس میں تقریباً 90 فیصد Raw material باہر سے آرہا ہوتا ہے۔ Raw material provide کرنے والی کمپنیاں کسی ایک کمپنی کو provide نہیں کر رہی ہوتیں بلکہ وہ کئی اور کمپنیوں کو بھی دے رہی ہوتی ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ raw material جہاں سے لیا جارہا ہے اس کو بھی دوبارہ چیک کرایا جائے۔ جو لائسنسنگ اتھارٹی ہے، جیسے بات کی گئی کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہو گیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ کچھ کمپنیوں کے لائسنس کینسل ہو گئے ہوں اور اُن کو ٹینڈر جاری کر دیئے گئے؟ میری گزارش ہو گی کہ اس پر بھی proper investigation کی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، منڈا صاحب! ذرا جلدی کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک ہی بات کا اضافہ کروں گا کہ اس وقت تک جو مقدمات ہوئے ہیں وہ 322 under section درج ہوئے ہیں جس کی سزا صرف دیت ہے اور اس میں کوئی قید کی سزا نہیں ہوتی۔ میں یہ suggestion دوں گا کہ جو کمیٹی بھی اس کو supervise کر رہی ہے، اگر کسی پر ذمہ داری fix ہوتی ہے کہ کون اس کا ذمہ دار ہے تو پھر اس پر دفعہ 322 نہیں بلکہ دفعہ 302 چارج کرنی چاہئے تاکہ 100 بندوں کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کو نظر تو آ گیا ورنہ آپ دائیں بائیں دیکھتے رہتے ہیں، سامنے بیٹھا آپ کو نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اجازت دیں گے تو بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت نہیں دیں گے تو میں آپ کے تیور دیکھ کر بیٹھ جاتا ہوں اور میں تو ہمیشہ ہی ایسے کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کا نام پکارا ہے اگر بولنا ہے تو بولیں آگے آپ کی مرضی ہے۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ نے یہ احسان فرمادیا ہے تو آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز ممبران اسمبلی اور خصوصاً پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو پانچ فارمیسی کمپنیوں کے نام آئے ہیں لیکن باتیں اور بھی ہوئی ہیں، مجھے اور باتیں بھی کرنی ہیں لیکن میں صرف ایک بات کو focus کرتا ہوں اور وہ جعلی ادویات کی بات ہے۔ جن کی گھر گھر فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان پر توجہ دی جانی چاہئے۔ وہ لوگ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ادویات بنا کر ان کی مارکیٹنگ کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ جو لوگ جعلی ادویات بناتے ہیں ان ادویات کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا ہو۔ اگر آپ مزید اجازت دیں تو PMA کی طرف سے کچھ تجاویز دی گئی ہیں جو نہایت ہی اہم ہیں میں بیان کر لوں گا؟

جناب سپیکر: جی، کس نے دی ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! PMA کی ڈیمانڈ ہے کہ Establishment of Provincial Drugs Regularity Authority کو قائم کیا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ low quality medicine کی خریداری بند کی جائے اور تیسری بات یہ ہے کہ Drugs testing Labouratories کو international standard کے مطابق ان کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران کی جانب سے question raise کئے گئے ہیں ان کا مختصر سا جواب ڈاکٹر سعید الہٰی صاحب کی طرف سے ضرور on record آ جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: House کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جو واقعہ medicine کی وجہ سے پیش آیا اس پر ہم سب افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ لمبی تقریر کرنے لگے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ میری بات سن ہی نہیں رہے، اگر آپ تھک گئے تھے تو ڈپٹی سپیکر صاحب کو موقع دے دیتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں، بالکل اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جس دن پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں اموات ہوئی ہیں اس سے ایک دو دن پہلے مجھے وہاں ایک مریض کی عیادت کرنے کے لئے جانے کا اتفاق ہوا جب میں وہاں گیا I was shocked. کہ وہاں CCU کے اندر صفائی کے ناقص انتظامات تھے مطلب CCU کے اندر بلیاں پھر رہی ہیں اور میں نے وہاں کے MS سے شکایت بھی کی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے request کرتا ہوں کہ آپ کی حکومت وہاں کی ایڈمنسٹریشن سے اس چیز کا notice لے یعنی میرا مطلب ہے کہ وہاں انتظامیہ کی negligence کا notice لینا چاہئے کیونکہ وہاں پر دل کے مریض آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو اس چیز کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہاں بلیاں اور جانور پھر رہے تھے تو میں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ان کی والدہ محترمہ کا بھی آپریشن ہوا ہے اور وہ صحت یاب ہو کر آٹھ گھنٹے کے بعد نارمل زندگی گزار رہی ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میری والدہ تو ٹھیک ہو کر زندگی گزار رہی ہیں لیکن جو 100 مائیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں ان کی پکار بھی سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جن ہسپتال پر عدم اعتماد کیا جائے تو پھر وہاں علاج نہیں کرایا جاتا بلکہ علاج کہیں باہر سے کرایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے جاوید صاحب نے raw material کی بات کی تھی تو اس حوالے سے میں بات کرتا چلوں کہ اس وقت پاکستان میں وفاقی حکومت نے چند لوگوں کو raw material import کرنے کا لائسنس دیا ہوا ہے اور وہ سارا دائرہ اختیار وفاقی حکومت کا ہے جب وہ medicine import کرتے ہیں تو وہ چائنا اور انڈیا سے via دبئی import کرتے ہیں کیونکہ یہ دو ملک Raw material کے بڑے importer ہیں کیونکہ ساؤتھ امریکہ اور امریکن ممالک میں Raw material بہت مہنگا ہے اس لئے یہ Raw material ان ملکوں سے آتا ہے۔ ہم نے ایک Production Service Committee بنائی ہے اور یہ پندرہ بندوں پر مشتمل ماہرین کی کمیٹی ہے جس میں Pharmacist, Pharmacologist, Doctors Police اور اس کے علاوہ میڈیکو لیگل ماہر ہیں وہ جتنی Labourites ہیں جنہوں نے ادویات کی supply کی ہے ان کے production tablet section کو seal کیا گیا ہ اور وہ پورے procedure اور Raw material کو examine کر رہے ہیں۔ میں یہ بات آپ کے علم میں لے آیا ہوں کہ ان ساری چیزوں کا review ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری انہوں نے MSD کی بات کی ہے تو وہ بھی میں ان کے علم میں لے آؤں کہ MSD پہلے ایک ادارہ تھا پھر وہ بند ہوا اب وہ محدود level پر کام کر رہا ہے۔ Autonomous Hospitals جن کے Boards of Management ہیں جن میں PIC بھی شامل ہے وہ MSD سے دوائی نہیں خریدتے، ان کی اپنی local purchase کے لئے amount ہے اور ان کی اپنی ہی کمیٹی local purchase کرتی ہے یعنی دوائیاں خریدتی ہے۔

جناب سپیکر! manufacturing کے لئے بھی بات ہوئی تھی تو میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ اس وقت manufacturing کا لائسنس یا pricing یا رجسٹریشن صرف وفاقی حکومت کرتی ہے۔ Low Bid Price کی بات ہوئی ہے تو وہ میں clear کرتا چلوں کہ lowest کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ spurious لے لیں بلکہ جو بہترین ادویات ساز کمپنیاں ہیں ان میں سے lows price لی جاتی ہے۔ اب لوگوں کا سوال یہ ہے کہ ایک دوائی جو بازار میں -/20 روپے کی مل رہی ہے وہ آپ پچاس

پیسے کی لے رہے ہیں۔اس کے پیچھے logic یہ ہے کہ وفاقی حکومت سے آپ جو چاہیں ہدیہ پیش کرکے دوائی کی قیمت fix کرلیں اسے ہم MRP کہتے ہیں یعنی دوائی کی retail price ایک روپے فی گولی ہے،آپ نے وفاقی حکومت کو ہدیہ پیش کیا اور -/60 روپے مقرر کرالی۔اب دواساز companies کے پاس یہ margin موجود ہے کہ وہ ایک سے لے کر -/65 روپے تک دوائی بیچ سکتے ہیں۔جہاں volume آتا ہے وہاں وہ دو روپے کی بیچتے ہیں اور جہاں پر individual آتا ہے وہاں پر وہ گولی -/65 روپے کی بیچتے ہیں۔یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اس میں کرپشن کا بہت بڑا بازار ہے جو وفاقی حکومت اسلام آباد میں سرگرم ہے اور یہ مافیا کئی سال سے کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!اس میں purchase system کی بات ہوئی تھی تو میں بتاتا چلوں کہ purchase system پورے ملک کے لئے ایک ہی ہے۔اس کے پورے قوانین اور ضوابط لکھے ہوئے ہیں وہ مشتہر کئے جاتے ہیں اور معیاری کمپنیاں رجسٹرڈ ہیں وہ وہاں آتی ہیں ان میں سے lowest کو خرید لیتے ہیں اور اس کو مسترد بھی کر سکتے ہیں۔یہ medicines 30 ہزار لوگوں نے کھائی ہیں اور 4 سو لوگوں کو reaction ہوا ہے۔میں ایک اور بات کرتا چلوں کہ جو دوائیاں حکومت کو supply ہوتی ہیں وہ مارکیٹ میں نہیں آتی کیونکہ different name, different packing, different brand سے آتی ہیں،وہ اور اداروں کو supply ہو سکتی ہیں،سول کے علاوہ آرمی میں جا سکتی ہیں لیکن وہ دکانوں پر دستیاب نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ڈرگ انسپکٹر کو یہ ہدایت کی ہے کہ پورے پنجاب میں ان کمپنی کی جو medicine ہیں یعنی اسی salt یا اسی نام سے ان کو چیک کیا جائے اگر وہ معیاری نہیں ہیں تو ان کو seal کیا جائے اور ان کے چالان کئے جائیں۔لغاری صاحب نے جو کہا تھا تو اس سلسلے میں ہمارا جو اس میں procedures ہے ہم نے اس میں amendment کے لئے کمیٹی بنائی تھی اور وہ amendments تیار کرکے چیف منسٹر صاحب کو دی ہیں اور محکمہ صحت کو بھی دے رہے ہیں تاکہ یہ foolproof system بن سکے اور خریداری میں کوئی ایسا چکر کرپشن یا غیر معیاری دوائی خریدنے کا باقی نہ رہے۔

جناب سپیکر!میاں رفیق صاحب نے جعلی ادویات کی بات کی ہے تو جعلی ادویات کے لئے پنجاب واحد صوبہ ہے یہاں پر ایک task force قائم تھی جب پچھلے سال سے task force ختم ہوئی ہے اس کے بعد اب تک ایک آپریشن جاری ہے جس میں quacks اور جعلی ادویات کے خلاف crackdown جاری ہے جس کے نتیجہ میں آپ روزانہ میڈیا پر بھی دیکھ رہے ہیں کہ جعلی ادویات کے

سلسلے میں تین سو کے قریب کلینک seal ہوئے ہیں اس کے علاوہ quacks کلینک seal ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ آپریشن جاری ہے لیکن اس کے ultimate حل کے لئے ہمارا ہیلتھ کیئر کمیشن قائم ہو چکا ہے، اس کے ممبران nominate ہو گئے ہیں، اس کے چیئر مین ہائیکورٹ کے ایک جج ہیں اور یہ ایک مہینے میں کام شروع کرے گا۔ یہ سارے مسائل ان کے دائرہ اختیار میں شامل ہیں اور جونہی وہ کمیشن کام شروع کر دے گا وہ ان پر گرفت کرے گا اور اس سے پہلے crackdown جاری رہے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے ابھی فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے متعلق جو بات کی ہے، آپ نے ابھی تو اس پر بحث کا وقت ہی نہیں دیا۔ میں نے تو اپنی بات آپ اور فیڈرل گورنمنٹ کے کورٹ میں ڈال دی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کا قصور ہے یا پنجاب گورنمنٹ کا قصور ہے میں تو یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ لوگ مر رہے ہیں اور ہم فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کا کہہ کر ایک دوسرے کے اوپر ملبہ ڈال رہے ہیں، کیوں نہ دونوں حکومتیں مل کر اس مسئلے کو resolve کریں۔

جناب سپیکر: دونوں کو مل کر مسئلے کا حل تلاش کرنا چاہئے، اچھی بات ہے۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 27۔جنوری 2012 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔